عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوة

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد ۳۳ | ۸ تا ۱۴ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ مطابق یکم تا ۷ دسمبر ۲۰۱۲ء | شمارہ: ۴۵

غیر جانبدارانہ اور منصفانہ بنیادوں پر

انسانی خدمت کی ضرورت

عصر حاضر کی

گیارہ عظیم عالمی شخصیات

باتیں اُن کی یاد رہیں گی

حضرت مولانا جمشید علی خانؒ

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

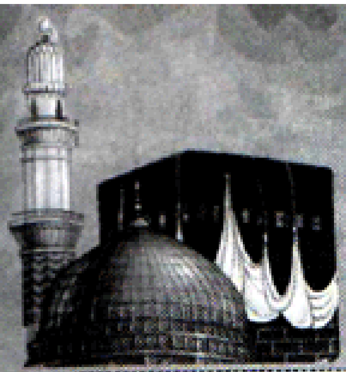

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

برائے نام داڑھی رکھنے والے کے پیچھے نماز ادا کرنے کا حکم

محمد رفیق، کراچی

س:...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس بارہ میں ہمارے ایک ساتھی جن کی عمر اس وقت تقریباً ۶۵ سال ہے، نماز تو باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں، لیکن داڑھی پہ ہر دوسرے روز باریک مشین پھرواتے ہیں اور داڑھی صرف برائے نام ہی ظاہر ہے، لیکن اگر کسی وقت مسجد میں امام صاحب موجود نہ ہوں تو اُن کو امامت کا بڑا شوق رہتا ہے، حالانکہ اس مسجد میں باریش بزرگ بھی ہوتے ہیں، لیکن وہ جلدی سے امام کی جگہ پر کھڑے ہوجاتے ہیں۔ کیا اُن کے پیچھے نماز ہوجائے گی؟ اگر جواب نہیں میں ہے تو کیا ان کے پیچھے ادا کی گئی نماز دوبارہ ادا ہوگی؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیلاً جواب دیں۔

ج:...... واضح رہے کہ ایک مشت داڑھی رکھنا تمام ائمہ کے نزدیک واجب ہے، اس سے کم کردینا یا بالکل ہی منڈوادینا مکروہ تحریمی ہے اور ایسے شخص کی اذان، اقامت وامامت بھی مکروہ ہے، اس لئے کسی باشرع آدمی کو جماعت کے لئے آگے کیا جانا چاہئے۔ بہرحال ان کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز دوبارہ لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

”واما الفاسق فقد عللوا کراهة تقديمه بانه لايهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعاً“

(فتاویٰ شامی، ج:۱، ص:۵۶۰، باب الامامہ)

وارثوں میں ترکہ تقسیم کس طرح کیا جائے؟

محمد وارث علی، کراچی

س:...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کا انتقال ہوگیا ہے، اس کے پسماندگان میں مندرجہ ذیل زندہ ورثاء موجود ہیں: ایک بیوہ، مرحوم کے والدین اور دوسری مرحومہ بیوی کے تین زندہ بیٹے اور ایک شادی شدہ بیٹی۔ واضح رہے کہ مرحوم کی اصلی بیوی کا انتقال ان کی زندگی میں ہوا ہے۔ اگر مرحوم کے وراثت میں بالفرض ایک لاکھ روپے موجود ہوں تو اس میں ہر وارث کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟

ج:...... صورت مسؤلہ میں مرحوم کا کل ترکہ (۱۶۸) حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، جن میں سے بیوہ کو اکیس حصے، والدین میں سے ہر ایک کو اٹھائیس حصے، بیٹوں میں سے ہر ایک کو چھبیس حصے جبکہ بیٹی کو تیرہ حصے ملیں گے۔ اگر مرحوم کا کل ترکہ ایک لاکھ روپے ہو تو اس میں ہر وارث کو مندرجہ ذیل رقم ملے گی۔ بیوہ کو ۱۲۵۰۰ روپے، والدین میں سے ہر ایک کو ۱۶،۶۶۶.۶۷ روپے جبکہ ہر ایک بیٹے کو ۱۵،۴۷۶.۱۹ روپے اور بیٹی کو ۷۷۳۸.۱۹۵۲ روپے ملیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب

بیوی کا نان نفقہ اور بچوں کی کفالت

اُم رضیہ، کراچی

س:...... عورت صاحب نصاب ہے جبکہ اس کا شوہر غریب ہے، اس کے تین بچے ہیں بچوں کی کفالت کس پر ہوگی؟

ج:...... صورت مسؤلہ میں بیوی اور بچوں کی کفالت اور نان نفقہ ہر حال میں مرد کے ذمہ لازم ہے۔ شریعت نے یہ ذمہ داری عورت پر نہیں ڈالی، خواہ وہ کتنی ہی مال دار کیوں نہ ہو۔ مرد اگر یہ ذمہ داری نہیں اٹھاتا بغیر کسی سبب کے تو عورت عدالت کے ذریعے سے بھی یہ حق وصول کرسکتی ہے اور عدالت شوہر کو بیوی بچوں کا خرچ ادا کرنے پر مجبور کرے گی۔ ہاں اگر شوہر کسی عذر کی وجہ سے یا مناسب ذریعہ معاش نہ ہونے کی وجہ سے تنگ دستی کا شکار ہے اور اس کی بیوی صاحب مال ہے تو اس کا اخلاقی فرض بنتا ہے کہ اس مشکل گھڑی میں وہ اس کا ساتھ دے، ایسی صورت میں بیوی کا اپنے شوہر اور بچوں پر خرچ کرنا دوسری جگہ صدقہ کرنے سے بہتر و افضل ہے اور اس عمل کا اسے دوہرا اجر و ثواب ملے گا۔ ایک تو صدقہ کرنے کا اور دوسرا قرابت داری کا۔

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

مجلس

جلد:۳۳ — ۸تا۱۴ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ مطابق یکم تا۷ دسمبر ۲۰۱۴ء — شمارہ:۴۵

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بانیان

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

شیخ الہندؒ کے روحانی بیٹوں کا اجتماع	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
عصر حاضر کی گیارہ عظیم شخصیات (۱)	۶	مولانا سید زین العابدین
باتیں ان کی یاد رہیں گی (۱)	۱۰	مفتی محمد راشد ڈسکوی
اسحاق اخرس مغربی	۱۴	مولانا محمد رفیق دلاورئی
انسانی خدمت کی ضرورت	۱۷	مولانا محمد حنیف جالندھری
جناب محمد نذیر کی قبول اسلام کی سرگزشت (۵)	۱۹	منصور اصغر راجہ
مولانا شجاع آبادی کے دعوتی و تبلیغی اسفار (۱)	۲۱	ادارہ
مرزا غلام احمد قادیانی... ایک نفسیاتی تجزیہ (۲)	۲۴	پروفیسر ارشد جاوید
خبروں پر ایک نظر	۲۷	ادارہ

زر تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

محمد اعجاز مصطفیٰ

شیخ الہندؒ کے روحانی بیٹوں کا اجتماع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

متحدہ ہندوستان کو انگریز کے پنجہ استبداد سے چھڑانے اور آزادی کی نعمت سے روشناس کرانے کے لئے علمائے امت نے بے پناہ قربانیاں دیں، جس کی بدولت انگریز نہ صرف یہ کہ یہاں سے بھاگا بلکہ ہندوستان کے آزاد ہوتے ہی کئی اور ملک بھی آزادی کی نعمت سے مالا مال ہوئے اور اس کے نتیجے میں تحریک پاکستان وجود میں آئی اور اسلام کے نام پر یہ خطہ پاکستان حاصل کیا گیا۔

تحریک پاکستان میں شامل ہر آدمی جانتا ہے کہ پاکستان کا مطلب کیا" لاالٰہ الا اللہ" اس وقت مقبول عام نعرہ تھا، اسی نعرہ کی بنا پر مسلمانوں نے اپنی جان، مال، گھر، آل واولاد کی پرواہ کئے بغیر اس پر لبیک کہا تھا، لیکن شومئ قسمت پاکستان بنتے ہی اس مقصد کو بھلا دیا گیا اور آج سرسٹھ سال ہوگئے کہ قوم اپنی قربانیوں کے ثمرات پانے سے محروم ہے اور اس سے زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ قوم کو مختلف حیلے بہانوں سے ایک دوسرے کے خلاف صف آرا کیا گیا، کبھی وطنی عصبیت کے نام پر، کبھی لسانی عصبیت کے نام پر اور کبھی مذہبی فرقوں کی بنا پر، نوبت بایں جارسید کہ ایک مسلک رکھنے والے بھی ایک نہ رہے۔ بلاتفریق شیعہ، سنی، دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث ہر ایک مسلک والوں کے ہاں کئی کئی جماعتیں بن گئیں اور ہر ایک نے اپنا مقصد اولین اس بات کو جانا کہ اپنے مقابل دھڑے کی بہ زور مخالفت کرے اور ہر ممکن اسے نیچا دکھانے کی کوشش کرے۔ بس یہی دین کی خدمت سمجھی گئی اور اس کو پروان چڑھانے کی کوشش کی گئی۔ چاہے قرآن وسنت کی کتنا ہی مخالفت ہو اور دین اسلام کا کتنا ہی نقصان کیوں نہ ہو۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ان جماعتوں کی فکری تربیت پانے والے خود ہی جج اور منصف بن گئے اور خود ہی عدالتیں لگا کر فیصلے کرنے لگے، جس سے مسلمانوں کو انتشار، افتراق، اختلاف اور قتل وغارت گری کے علاوہ کچھ ہاتھ نہ آیا اور اسلام دشمن قوتیں ہمارے اس اندرونی شکست و افتراق کو دیکھ کر للچائی نظروں سے ہمارے اوپر حملہ آور ہونے کی منصوبہ بندی کرنے لگیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ شیخ الہندؒ کے روحانی بیٹوں نے آئندہ خطرات کو بھانپتے ہوئے اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے سوچنا شروع کردیا ہے اور اس کے لئے انہوں نے ۱۸؍نومبر بروز منگل کو اسلام آباد کے ایک مقامی ہوٹل میں سربراہی اجلاس منعقد کیا ہے، جس کی تفصیلات درج ذیل خبر میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں:

"اسلام آباد (رپورٹ: جمشید عباسی) دیوبند مکتب فکر سے تعلق رکھنے والی تمام مذہبی وسیاسی جماعتوں نے ملک میں نفاذ اسلام، اسلامی قوانین کے دفاع اور مذہبی فسادات کے خاتمے کے لئے متحد ہونے کا فیصلہ کرتے ہوئے جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے مہتمم اور بزرگ عالم دین مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کی قیادت میں تمام جماعتوں اور تنظیموں کے سربراہوں پر مشتمل سپریم کونسل کے فیصلوں اور طریق کار پر عمل درآمد کے لئے مولانا سید عطاء المؤمن شاہ بخاری کی سربراہی میں رابطہ کمیٹی بھی قائم کردی گئی ہے جو مستقبل میں مشترکہ مقاصد کے لئے دیگر مسالک کی جماعتوں سے بھی رابطے کرے گی۔ اجلاس اسلام آباد کے مقامی ہوٹل میں ہوا۔ اجلاس کے بعد پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے، جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمن اور اجلاس کے محرک مولانا سید عطاء المؤمن شاہ بخاری نے کہا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کو سیکولر بنانے کی سازشوں کے خلاف علماء کو کھڑا ہونا ہوگا، قانون ناموس رسالت میں تبدیلی کی گنجائش نہیں، ملک کو فرقہ وارانہ نفرت انگیزی اور شیعہ سنی اختلافات کو فسادات کی صورت میں

اختیار کرنے سے روکنے کے لئے اتحاد قائم کیا گیا ہے۔ اجلاس میں جے یو آئی (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن، جمعیت علماء اسلام (س) کے سربراہ مولانا سمیع الحق، اہل سنت والجماعت کے سیکریٹری جنرل ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سیکریٹری جنرل مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، شیخ الحدیث مولانا مفتی حمید اللہ جان، شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ، مولانا خواجہ خلیل احمد، جمعیت علماء اسلام (ف) کے سیکریٹری جنرل مولانا عبدالغفور حیدری، سیکریٹری اطلاعات حافظ حسین احمد، پاکستان شریعت کونسل کے سربراہ مولانا زاہد الراشدی، مجلس احرار الاسلام کے سید کفیل شاہ بخاری، روزنامہ اسلام کے چیف ایڈیٹر مفتی زرین خان، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا اللہ وسایا، دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی کے مولانا اشرف علی، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مولانا محمد الیاس چنیوٹی، مولانا سعید سکندر، جمعیت علماء اسلام آزاد جموں وکشمیر کے مولانا سعود یوسف، مولانا عبدالروف فاروقی، مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی، مولانا محمد امین ربانی، مولانا نذیر فاروقی، مولانا زبیر احمد صدیقی، مولانا قاضی عبدالرشید، مولانا سید یوسف شاہ، مولانا عمر قریشی، مولانا منیر احمد اختر، پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی، قاضی مشتاق، قاضی ارشد الحسینی، مولانا عبدالعزیز اور دیگر جید علماء قائدین نے شرکت کی۔ اجلاس کے بعد مجلس احرار الاسلام کے سربراہ مولانا سید عطاء المومنین شاہ بخاری نے پریس کانفرنس میں اجلاس کے فیصلوں کے مطابق بریفنگ دیتے ہوئے کہا کہ اجلاس میں طویل غور وخوض کے بعد تمام جماعتوں کے مراکز اور حلقوں کو مربوط کرنے اور منظم جدوجہد کی غرض سے سپریم کونسل کے قیام کا فیصلہ کیا گیا جو تمام جماعتوں کے سربراہوں پر مشتمل ہوگی، کونسل کے سربراہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے مہتمم مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے اسلامی تشخص کا تحفظ اور اسلامی نظام کا نفاذ قومی خود مختاری اور ملکی سالمیت و وحدت کا تحفظ، امریکا اور دیگر طاغوتی قوتوں کے سیاسی، معاشی غلبہ وتسلط سے نجات ۱۹۷۳ء کے دستور بالخصوص اسلامی نکات کی عملداری، تحفظ ختم نبوت، تحفظ ناموس رسالت کے قوانین اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل درآمد کی جدوجہد، مقام اہل بیت عظام وصحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کا تحفظ، قومی تعلیمی نظام ونصاب میں غیر ملکی کلچر کے فروغ، فحاشی وعریانی کی روک تھام، ملک کو فرقہ وارانہ نفرت انگیزی اور شیعہ سنی اختلافات کو فسادات کی صورت اختیار کرنے سے روکنا ہمارے مقاصد میں شامل ہیں۔ اس کے لئے اجلاس میں ایک رابطہ کمیٹی کے قیام کا فیصلہ بھی کیا گیا جو سپریم کونسل کی راہنمائی میں اس کے طے کردہ لائحہ عمل اور طریق کار پر عمل درآمد کے لئے ضروری امور سرانجام دے گی۔ مولانا عطاء المومن شاہ بخاری نے کہا کہ یہ رابطہ کمیٹی دیگر مسالک کی جماعتوں سے بھی رابطہ کرے گی۔ ہمارے اس اتحاد اور اجلاس میں کسی بھی دوسرے مسلک یا جماعت کے خلاف کوئی بات نہیں کی گئی۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ ہمارا یہ اجلاس پورے ملک میں مذہبی ہم آہنگی پیدا کرنے میں مدد دے گا، متحدہ مجلس عمل ایک سیاسی اور انتخابی اتحاد تھا، جیسے جیسے مواقع بنتے جائیں گے اس اعتبار سے آگے بڑھیں گے۔ ایم ایم اے کے متعلق ہمارا موقف واضح ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر سطح پر کوشش ہونی چاہئے کہ اسلام کی حقیقی روح بیدار ہو، پیار ومحبت اسلام کا پیغام ہے، بین الاقوامی قوتیں اسلامی جمہوریہ پاکستان کو سیکولر ریاست میں تبدیل کرنے کی کوشش کررہی ہیں، اس کوشش کے سامنے پاکستانی قوم کو کھڑا ہونا ہے، اسی طرح مغرب کی تہذیبی یلغار کے سامنے بھی علماء کرام کو کھڑا ہونا ہوگا۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ ناموس رسالت قانون میں ترمیم کی گنجائش نہیں، گزشتہ دور میں حکومت میں بھی یہ سوال اٹھا تھا، مگر وزارت قانون نے تمام ممالک کے قوانین کی روشنی میں جائزہ لینے کے بعد یہ کہا تھا کہ یہ قانون درست ہے، اس میں تبدیلی کی ضرورت نہیں۔"

راقم الحروف آخر میں اتنی بات ضرور عرض کرنا چاہتا ہے کہ اس اجتماع کے بعد ہم میں سے ہر ایک کے ایمان واخلاص کا امتحان ہے۔ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے کہ کون دین اسلام کی خدمت، پاکستان کی حفاظت اور مسلمانوں کے اتحاد واتفاق کے لئے اپنی خواہشات، اپنے مفادات کو قربان کرتا ہے اور کون ہے جو ناپائیدار ہستیوں کے خوف سے اپنے کئے گئے عہد میں خیانت کرتا ہے؟؟

آخر میں دعا ہے کہ اے ارحم الراحمین! اب تک کی گئی کمی کوتاہی اور لغزشوں کو معاف فرما، ہمارے ضعف وناتوانی پر رحم فرما، اپنے دین کی خدمت کے لئے ہمارے دلوں کو مضبوط کردے، ہماری کلائیوں میں طاقت عطا فرما اور تمام حالات میں ہم سب کی مدد ونصرت فرما۔ آمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

عصرِ حاضر کی

گیارہ عظیم عالمی شخصیات!

مولانا سید محمد زین العابدین

یہ دنیا جس میں ہم آپ رہ بس رہے ہیں اور آزادی کے ساتھ اپنے عقیدہ، ذوق، صلاحیت اور وسائل و امکانات کے ساتھ اپنے فرائض منصبی ادا کر رہے ہیں اور اپنے ہم وطنوں اور اپنے ہم عصروں کے ساتھ مہذب اور شریفانہ اور پرسکون و خوشگوار زندگی گزار رہے ہیں، اسی کے ساتھ تعلیمی و تدریسی، تصنیفی و تحقیقی، تجرباتی و اکتشافاتی میدان میں بھی اپنے اپنے درجہ اور حوصلہ کے مطابق حصہ لیتے ہیں اور اس کی زندگی اور اس کے ماحول کو اس سے بہتر، اس سے زیادہ محفوظ و پرامن، اس سے زیادہ خوشگوار و پرسکون اور اس سے زیادہ ترقی یافتہ و معیاری بنانے کی اُمنگ اور خواہش رکھتے ہیں، یہ دنیا اور یہ کرۂ ارض جس پر ہم رہتے بستے ہیں: ہمیشہ سے ایسا معتدل، پرسکون، سنجیدہ و باوقار، متحمل و روادار، فکری و تعمیری خدمات انجام دینے، اپنے اپنے عقیدہ و مسلک کے مطابق زندگی گزارنے، ایک دوسرے کا احترام و اعتراف کرنے اور بقائے باہم کے لئے ہمیشہ تیار نہیں تھا۔

یقیناً کچھ شخصیات ایسی ضرور تھیں: کہ جن کو حق جل وعلا نے اس نظامِ کرۂ ارض کی درستگی کے لئے منتخب کیا، جن میں سے کچھ انبیاء کے نام سے یاد کئے گئے، کچھ اُن کے اصحاب کے نام سے اور کچھ ان کے متبعین سے۔ اُنہوں نے رہتی دنیا تک کے لئے اپنی محنتوں کے اثرات و ثمرات چھوڑے اور وہ اپنے اپنے دور کے بااثر ترین افراد کہلائے۔

بلا ریب اس دنیا کی سب سے بااثر شخصیت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے، اس لئے کہ اُنہوں نے نہ صرف نوعِ انسانی کو دنیا و آخرت کے ہر نقصان سے بچانے بلکہ انسانیت کو اعلیٰ سے اعلیٰ مقام تک پہنچانے کا دشوار ترین اور نازک ترین کام کیا اور اس میں سو فیصد کامیاب ہوئے اور اپنے بعد بھی لاکھوں کی تعداد میں ایسے کامل افراد کی کھیپ چھوڑی جو اپنے اپنے عہد کے بااثر اور ممتاز ترین افراد میں شمار ہوئے۔

غرض ہر دور اور زمانہ میں کچھ نہ کچھ شخصیات ایسی ضرور روئے زمین پر موجود رہیں، جنہوں نے تاریخ کے دھارے موڑے اور قوموں کے نقشے بدل ڈالے۔

ایسی ہی کچھ شخصیات کا تذکرہ آج مقصود ہے، اُردن کے تحقیقاتی ادارہ رائل اسلامک اسٹریٹجک اسٹڈیز کنٹری نے سالِ رواں (۲۰۱۴ء) کے آخر میں اس سال کی مسلم دنیا کی پانچ سو ممتاز اور بااثر ترین شخصیات کی فہرست شائع کی ہے، اس فہرست میں ایسے پانچ سو مسلمان شخصیات کے نام شامل کئے گئے ہیں جو مسلم ممالک کے دینی، سیاسی اور معاشی ماحول پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور جن کے فیصلے اور خیالات تمام عالم اسلام میں اہم اور قائدہ مند مانے جاتے ہیں۔ ان میں سے ۱۱ عظیم شخصیات کو ہم اپنی تحریر میں دعوت شرکت دے رہے ہیں، ظاہر بات ہے کہ تمام ہی شخصیات کا تذکرہ ہمارے بس میں ہے اور نہ ہی ان صفحات میں ان کی گنجائش ہے، البتہ یہاں جن ۔ گیارہ شخصیات کو چنا گیا ہے ان کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ پورے عالم اسلام میں بااثر ہونے کے ساتھ ساتھ ہر حلقہ میں محترم بھی ہیں۔ نیز احقر کی ناقص رائے میں یہ وہ شخصیات ہیں جو عالمی سطح پر مسلمانوں کے لئے سرمایہ ہیں۔ پہلے ان کے نام (مع ان کو شمار کئے جانے والے نمبر کے) ملاحظہ فرمائیں:

ترکی کے موجودہ صدر طیب اُردغان چھٹے نمبر پر ہیں، عالمی تبلیغی جماعت پاکستان کے موجودہ امیر حاجی محمد عبدالوہاب نویں نمبر پر ہیں، مفتی اعظم سعودیہ شیخ عبدالعزیز بارہویں نمبر پر ہیں، جسٹس (ر) شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی (نائب رئیس و شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم کراچی) انیسویں نمبر پر ہیں، جمیعت علمائے ہند کے سیکریٹری جنرل اور شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے پوتے مولانا سید محمود اسعد مدنی تینتالیسویں نمبر پر ہیں۔ اس کے بعد بغیر کسی نمبر کے جو شخصیات شامل ہیں ان میں شیخ عبد الرحمن السدیس (امام کعبہ)، جمیعت علمائے اسلام پاکستان کے امیر مولانا فضل الرحمن، وفاق المدارس العربیہ والجامعات الاسلامیہ پاکستان کے صدر شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان، جمیعت علمائے ہند کے امیر اور شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے اس وقت بڑے صاحبزادے مولانا سید ارشد مدنی، دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ناظم مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی اور عالمی تبلیغی جماعت کے رہنماء مولانا طارق جمیل شامل ہیں۔ آیئے ذرا ان شخصیات کی حیات و خدمات کا جائزہ لیں۔

۱:... طیب اردغان (صدر ترکی):

طیب اردغان ۱۹۵۴ء کو ترکی میں پیدا ہوئے۔ وہ اس وقت مسلم دنیا کے واحد لیڈر ہیں جن کے ملک کی عوامی اکثریت ان سے مطمئن بلکہ بے انتہا خوش ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے ملک کے ایک چھوٹے سے میئر ہونے کے بعد دو مرتبہ وزیرِ اعظم منتخب ہو کر

اب بھاری اکثریت سے صدر منتخب ہوئے ہیں، کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے زیر اثر علاقوں میں ضروریات روزمرہ میں سے زندگی کی اکثر و بیشتر ضروریات کو بسہولت عوام کے لئے مہیا کردیا ہے، اس کے ساتھ ساتھ وہ مذہبی اعتبار سے بھی غیور واقع ہوئے ہیں، سب سے پہلے انہوں نے ہی فلسطینی علاقوں میں اسرائیلی درندگی کی بھرپور مذمت کرکے یہود کو دھمکایا تھا اور عملاً فلسطینی مسلمانوں کی مدد کرکے مسلم دنیا کے حکمرانوں کے لئے عمدہ مثال قائم کی، اور پھر جب بھارت نے پاکستان کے بارڈروں پر بلاوجہ لوگوں کو شہید کیا تو اس حرکت پر بھی سب سے پہلے طیب اردغان نے ہی کلمہ حق بلند کرکے کہا کہ "پاکستان پر حملہ ترکی پر حملہ تصور ہوگا"۔ اس شخصیت نے اپنے ملک سے حجاب پر سابقہ پابندی ختم کی اور انتہائی پلاننگ کے ساتھ ملک کو کرپشن اور دیگر جرائم سے پاک کیا، اور لوگوں کو مفت تعلیم مہیا کی، بے حد ہوشیاری و سمجھداری سے ملک کے بدمعاشوں کو چاہے وہ فوجیوں کے روپ میں تھے، یا عدلیہ میں اور اور یا کسی سرکاری و نجی محکمہ میں، ان کے خلاف کارروائی کر کے ان کو ان کے جرم کی سزا دلوا کر عوام کے ساتھ انصاف کیا، تبلیغی جماعتوں کو کھلم کھلا ویزے دے کر اپنے ملک میں دینی کام کی راہ ہموار کی۔ یہی وجہ ہے کہ طیب اردغان آج مسلمانوں کے محبوب و مقبول لیڈر ہیں، حق تعالیٰ مکمل راست روی و استقامت نصیب فرمائیں۔ آمین

۲:... حاجی محمد عبدالوہاب (امیر عالمی تبلیغی جماعت پاکستان):

حاجی محمد عبدالوہاب اس وقت عالمی تبلیغی جماعت کے پلیٹ فارم سے نہ صرف مسلم دنیا میں معروف و ممتاز ہیں بلکہ غیر مسلم ممالک میں بھی ان کی مقبولیت کا سورج نصف النہار پر ہے۔ ہمارے اندازہ میں ایسی شخصیت پوری دنیا میں نہیں ہوگی کہ جس کا سوائے اللہ کے کوئی آگے ہو نہ پیچھے، اور جس نے دین کے لئے سب کچھ چھوڑ دیا ہو، رسمی تعلق بھی باقی نہ رہا ہو، جس کی سوچ و بچار اور خیالات و فکر کا محور اور دائرہ اُمت کی اصلاح و فکر ہو، میرے خیال میں یہ شخص ایک کپ چائے بھی اللہ جل شانہ کے حکم اور سنت نبوی کے بغیر نہیں پیتا ہوگا۔

حاجی محمد عبدالوہاب ۱۹۲۳ء کو دہلی متحدہ ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی دینی و عصری تعلیم حاصل کر کے اسلامیہ کالج لاہور میں داخل ہوئے اور وہاں عصری علوم کی تکمیل کر کے تحصیل دار کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ابتداً مجلس احرار اسلام سے وابستہ ہوئے پھر مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ کی حیات ہی میں تبلیغی کام سے منسلک ہو کر فنا فی التبلیغ ہو گئے، یہاں تک کہ نوکری بھی چھوڑ دی، اولاد کوئی تھی نہیں، اہلیہ کا کچھ عرصہ کے بعد انتقال ہو گیا، حق تعالیٰ نے ہر طرف سے آپ کو تبلیغ کے لئے عافیت عطا فرما دی، یوں آپ نے اپنے کو تبلیغ کے لئے وقف کر دیا۔ الحاج بھائی محمد شفیع قریشیؒ اور جناب الحاج بھائی محمد بشیرؒ کی رحلت کے بعد یعنی ۱۹۹۲ء میں پاکستان کے تبلیغی کام کے فعال امیر مقرر ہوئے۔

بیعت کا تعلق حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ سے قائم کیا اور خلافت سے سرفراز ہوئے اور ایک قول کے مطابق حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے بھی خلافت حاصل ہوئی۔ یوں اس وقت آپ ہر دو مشائخ کے پاکستان میں آخری خلیفہ ہیں۔ آپ کی قریب قریب ایک صدی پر محیط پوری زندگی دعوت و عزیمت سے عبارت ہے، آپ نے مروجہ طریق پر درس نظامی کی کتب نہیں پڑھی ہیں چنانچہ آپ باقاعدہ عالم نہیں کہلاتے لیکن جب مجمع عام میں بیان کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ نے آپ کو علم لدنی عطا فرمایا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ ہم نے آپ سے ایسے ایسے دقیق مسائل مع اُن کی جزئیات کے سنے ہیں، جس سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کسی جید عالم ربانی سے کم بھی نہیں ہیں اور یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ تبلیغی جماعت میں یہ صفت آپ سے شروع ہو کر آپ پر ہی ختم ہوگئی ہے۔

حضرت حاجی محمد عبدالوہاب صاحب اور ان جیسے دوسرے حضرات نے اس راہ وفا میں جو تکلیفیں اُٹھائی ہیں اور جو تنگی و ترشی برداشت کی ہے اور جن مصائب و مشکلات سے گزرے ہیں، ہم جیسا اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا، اللہ کے دین کے لئے پورا پورا دن بھوکا پیاسا پیدل چل چل کر ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا اور لوگوں کی باتیں، گالیاں سن کر ماریں کھا کر دین کی محنت ان پر کرنا ان کے لئے معمولی بات تھی۔ حق تعالیٰ ان کو اپنی شایانِ شان بدلہ عطا فرمائے۔

حضرت حاجی صاحب اس وقت تبلیغی جماعت پاکستان کے امیر ہونے کے ساتھ ساتھ پوری دنیا کے عالمی کام اور عالمی امیر حضرت مولانا محمد سعد کاندھلوی کی سرپرستی کررہے ہیں۔ آپ کا ۱۹۴۳ء سے مستقل قیام رائے ونڈ مرکز میں ہوتا ہے۔

۳:... شیخ عبدالعزیز (مفتی اعظم سعودیہ):

شیخ مفتی عبدالعزیز ۱۹۴۳ء کو سعودی عرب میں پیدا ہوئے، قریباً تیس سال سے خطبہ حج ارشاد فرما رہے ہیں، جہاں یہ پوری دنیا کے مسلمانوں سے مخاطب ہوتے ہیں، یہ ایک بردبار، حلیم الطبع اور متقی لیڈر کی حیثیت رکھتے ہیں، انہوں نے اپنے خطبوں میں ہمیشہ مسلمانوں کو رواداری اور فرقہ واریت سے دوری کا درس دیا ہے، انہوں نے سعودیہ کے مکمل شرعی معاملات و مسائل کو سنبھالا دیا ہے، انہی کی زیرنگرانی بڑے بڑے شیوخ دینی فرائض انجام دیتے ہیں، ہماری رائے میں سعودیہ کا مفتی اعظم ہونا ہی ان کے لئے سب سے بڑے اعزاز کی بات ہے اور ظاہر ہے

کہ اسی عہدے پر فائز ہونے کی وجہ سے وہ ایک بااثر شخصیت کی حیثیت سے دلوں میں جگہ رکھتے ہیں۔

۴:... جسٹس (ر) شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی (نائب رئیس جامعہ دارالعلوم کراچی):

غور کیا جائے تو بات ایسی ہی ہے کہ مفتی محمد تقی عثمانی ایک کامل الصفات انسان ہیں، جو دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیوی فنون پر بھی دسترس رکھتے ہیں، جو تقریر کے ساتھ ساتھ تحریر میں بھی کمال درجے کی صلاحیت رکھتے ہیں، وہ لوگوں کے ظاہری اور دنیوی جھگڑوں کے فیصلے تو کرتے ہی رہے ہیں، ساتھ ساتھ باطنی اور روحانی امراض کا علاج بھی کرتے ہیں، وہ دینی علوم کی تدریس بھی کرتے ہیں اور دوسری طرف اسی مہارت کے ساتھ جدید فنون کے لیکچر بھی دیتے ہیں، غرض وہ عالم بھی ہیں، مفتی بھی ہیں، وہ مفسر بھی ہیں اور محدث بھی ہیں، وہ مقرر بھی ہیں اور محرر بھی ہیں، وہ پیر بھی ہیں اور مدرس بھی ہیں، وہ جسٹس بھی ہیں اور لیکچرار بھی ہیں، کبھی وہ تفسیر قرآن لکھتے نظر آتے ہیں تو کبھی بخاری شریف پڑھاتے نظر آتے ہیں، کبھی وہ اُمت کے مسائل جدیدہ حل کرتے نظر آتے ہیں تو کبھی روحانی مریضوں کا علاج کرتے نظر آتے ہیں، غرض ہمارے بس میں نہیں ہے کہ ان کی خدمات جلیلہ کو کماحقہ بیان کریں۔ لیکن یہ بات تو اپنی جگہ مسلم ہے کہ مفتی محمد تقی عثمانی کی دنیائے عالم میں مقبولیت کی بڑی وجہ اُن کا دینی علوم کے ساتھ دنیوی فنون میں ماہر ہوکر مزید اس میں آگے سے آگے بڑھنا اور اپنی ان خدمات کے ذریعہ لوگوں کو فائدہ پہنچانا ہے۔

مفتی محمد تقی عثمانی عالم اسلام کے مایہ ناز عالم اور جید فقیہ ہیں۔ آپ کا شمار عالم اسلام کی چند چوٹی کی علمی شخصیات میں ہوتا ہے۔ آپ اسلامی فقہ اکیڈمی، جدہ کے نائب صدر اور جامعہ دارالعلوم کراچی کے نائب مہتمم بھی ہیں۔ اس کے علاوہ آپ اسٹیٹ بینک کے شریعہ بورڈ کے ممبر اور کئی غیر سودی بینکوں کے معاملات کے نگران بھی ہیں۔

مفتی محمد تقی عثمانی تحریک پاکستان کے عظیم رہنما اور مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانیؒ کے سب سے چھوٹے فرزند اور موجودہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانی کے برادر صغیر ہیں۔ آپ کی پیدائش سن ۱۹۴۳ء میں ہندوستان کے صوبہ اُتر پردیش کے ضلع سہارنپور کے مشہور قصبہ دیوبند میں ہوئی۔

آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم مرکزی جامع مسجد تھانوی جیکب لائن کراچی میں مولانا احتشام الحق تھانوی صاحبؒ کے قائم کردہ مدرسہ اشرفیہ میں حاصل کی اور پھر آپ نے اپنے والد بزرگوار کی نگرانی میں جامعہ دارالعلوم کراچی سے درس نظامی کی تعلیم مکمل کی، جس کے بعد ۱۹۶۱ء میں اسی ادارے سے ہی فقہ میں تخصص کیا۔ بعدازاں جامعہ پنجاب میں عربی ادب میں ماسٹرز اور جامعہ کراچی سے وکالت کا امتحان نمایاں نمبروں سے پاس کیا۔

آپ نے اپنے وقت کے تقریباً تمام جید علماء سے حدیث کی اجازت حاصل کی۔ ان علماء میں خود اُن کے والد مفتی محمد شفیع عثمانیؒ کے علاوہ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اور مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ شامل ہیں۔

مفتی صاحب کے والد ہمیشہ آپ کی روحانی تربیت کے حوالے سے فکر مند رہتے تھے۔ اسی بابت آپ نے مفتی صاحب کو اپنے وقت کے ایک بڑے شیخ اور عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحئی عارفیؒ کی صحبت اختیار کرنے اور ان سے روحانی تعلق استوار کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے والد کے حکم پر شیخ کی صحبت اختیار کی تو کچھ ہی عرصے میں ان کی شخصیت سے اتنے متاثر ہوئے کہ فوراً ہی ان سے بیعت ہوگئے۔ پھر آپ اپنے شیخ کے خاص مریدوں میں شمار ہونے لگے۔ عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحئی عارفیؒ نے آپ کو خلافت بھی عطا فرمائی، جب کہ کچھ عرصہ کے بعد مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ کی طرف سے بھی تجدید اجازت ہوئی۔

مفتی محمد تقی عثمانی تدریس کے شعبے سے بھی وابستہ ہیں۔ آپ جامعہ دارالعلوم کراچی میں صحیح بخاری، فقہ اور اسلامی اصول معیشت پڑھاتے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف ملکی و غیر ملکی جامعات وقتاً فوقتاً اپنے یہاں آپ کے خطبات کا انتظام کرتی رہتی ہیں۔ آپ گزشتہ پندرہ سالوں سے جامعہ دارالعلوم کراچی میں درس بخاری دے رہے ہیں، پہلے آپ ایک فقیہ کی حیثیت سے جانے جاتے تھے اور اب دنیا آپ کو ایک محدث کی حیثیت سے بھی جانتی ہے، یہی وجہ ہے کہ علماء نے آپ کو ''شیخ الاسلام'' کا لقب عطا کیا ہے۔

شہید جنرل محمد ضیاء الحق نے ۱۹۷۷ء میں ۱۹۷۳ء کے دستور کو سنت کے مطابق ڈھالنے کے لئے ۱۹۷۳ء کے آئین کی روشنی میں ایک مشاورتی بورڈ ''اسلامی نظریاتی کونسل'' کی بنیاد رکھی، مفتی محمد تقی عثمانی اس کونسل کے بانی ارکان میں سے ہیں۔ آپ نے قرآن مجید میں بیان کردہ ''اللہ کی حدود اور ان کی سزاؤں'' پر عملدرآمد کے لئے حدود آرڈیننس کی تیاری میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے سودی نظام بینکاری کے خاتمے کے لئے بھی کئی سفارشات پیش کیں۔

مفتی محمد تقی عثمانی وکالت کی سند حاصل کرنے کے بعد طویل عرصے تک پاکستان کے عدالتی نظام سے وابستہ رہے۔ آپ ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۲ء تک وفاقی شرعی عدالت اور ۱۹۸۲ء سے ۲۰۰۲ء تک سپریم کورٹ آف پاکستان کے شریعت اپلیٹ بینچ کے جج رہے ہیں۔ آپ شریعت اپلیٹ بینچ کے منصف اعظم اور پاکستان کے قائم مقام منصف اعظم بھی رہے۔ آپ نے بحیثیت جج کئی اہم فیصلے کئے جن میں سود کو غیر

اسلامی قرار دے کر اس پر پابندی کا فیصلہ سب سے مشہور ہے۔ ۲۰۰۲ء میں اسی فیصلے کی پاداش میں سابق ڈکٹیٹر جناب جنرل (ر) پرویز مشرف نے آپ کو آپ کے عہدے سے برطرف کر دیا تھا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے "ربا" یعنی سود کو حرام قرار دیا ہے۔ ایسی صورت میں جب جدید معاشی نظام کی اساس جدید بینکنگ ہے، جس کا پورا ڈھانچہ سود کی بنیادوں پر کھڑا ہے، مسلمان ملکوں میں اللہ کی نافرمانی کی زد میں آئے بغیر معاشی سرگرمیوں کو جاری رکھنا ایک مستقل مسئلہ تھا۔ لیکن اب مفتی صاحب کی مجددانہ کوششوں کی بدولت یہ مستقل طور پر حل ہو چکا ہے۔ مفتی صاحب نے شریعت کے حدود میں رہ کر بینکاری کا ایسا نظام وضع کیا ہے جو عصر حاضر کے تمام معاشی تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ مفتی صاحب کے اس نظام کو اسلامی فقہ اکیڈمی کی منظوری کے بعد ساری دنیا میں نہایت تیزی سے اپنایا جا رہا ہے۔

اس وقت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کے اصولوں پر درجنوں اسلامی بینک کام کر رہے ہیں۔ کینیڈا کے کئی اسلامی بینکوں نے ایک سال نہایت کامیابی سے کام کرتے ہوئے دو سو فیصد سے زائد منافع کمایا ہے۔ مفتی صاحب اسلامی مالیاتی اداروں کے اکاؤنٹنگ اور آڈیٹنگ آرگنائزیشن کے چیئرمین بھی رہے ہیں۔

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کا نام پہلی مرتبہ اس وقت عوامی سطح پر سامنے آیا جب آپ نے محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کی ہدایت پر ۱۹۷۴ء کی قادیانی مخالف تحریک میں اپنا اہم کردار ادا کیا۔ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی اس تحریک میں آپ نے مولانا سمیع الحق کے ساتھ مل کر ایک دستاویز تیار کی جو قادیانیوں کے خلاف پارلیمان میں پیش کی گئی۔ نائن الیون کے بعد جب پرویز مشرف کی حکومت نے پاکستان کو سامراجی مقاصد کے سامنے قربانی کے بکرے کے طور پر پیش کیا تو مفتی صاحب نے اس معاملے پر اپنے کالموں اور بیانوں کے ذریعہ کھل کر مخالفت کی۔ آپ نے افغانستان کی اسلامی ریاست پر امریکہ کے حملہ کو طاغوتی سامراج کا دنیا کے ممالک کی خود مختاری پر حملہ قرار دیا۔ حقوق نسواں بل میں ترمیم اور لال مسجد کے معاملے پر بھی کھل کر اظہار خیال کیا اور حکومتی موقف کو جھوٹ اور دغا کا پلندہ قرار دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی پر سخت ردعمل کا اظہار کیا اور ٹی وی پر آ کر ان شیطانی فتنوں کی مذمت کی اور عوام کو توہین کے عمل میں ملوث ممالک کا معاشی بائیکاٹ کرنے کا فتویٰ دیا۔ مفتی صاحب نے ۱۸ر فروری کے انتخابات کے بعد پرویز مشرف سے استعفیٰ کا مطالبہ بھی کیا۔

آپ کی چند تصنیفات کے نام: آسان ترجمۂ قرآن (توضیح القرآن) مع تشریحات مکمل تین جلدیں، آسان نیکیاں، اندلس میں چند روز، اسلام اور سیاست حاضرہ، اسلام اور جدت پسندی، اکابر دیوبند کیا تھے، تقلید کی شرعی حیثیت، پرنور دین، تراشے، بائبل کیا ہے، جہان دیدہ، دنیا میرے آگے، سفر در سفر، حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق، حجیت حدیث، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، فرد کی اصلاح، علوم القرآن، ہمارا معاشی نظام، نمازیں سنت کے مطابق پڑھیں، عدالتی فیصلے، عیسائیت کیا ہے؟، درس ترمذی، غیر سودی بینکاری متعلقہ فقہی مسائل کی تحقیق اور اشکالات کا جائزہ، نقوش رفتگاں۔

۵:... مولانا سید محمود اسعد مدنی (سیکریٹری جنرل جمعیت علمائے ہند):

آپ ۳ر مارچ ۱۹۶۴ء کو مولانا سید اسعد مدنی بن مولانا سید حسین احمد مدنی کے گھر میں پیدا ہوئے، دار العلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کر کے وہیں سے فاتحہ فراغ پڑھا۔

مولانا سید محمود اسعد مدنی اس وقت اس جگہ پر ہیں اور وہ خدمات انجام دے رہیں جو ان کے والد مولانا سید اسعد مدنیؒ فدائے ملت کے عہدے پر فائز ہو کر دیتے تھے۔

مولانا سید محمود اسعد مدنی موجودہ وقت میں ہندوستان کے مقبول مسلم لیڈر ہیں، وہ ہر مشکل موقعہ پر مسلمانان ہند کے ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں، اور اپنی کوششوں کے ذریعہ ان کے مسئلہ کو حل کرا کے چھوڑتے ہیں، اللہ نے ان کو غیر معمولی صلاحیت و فعالیت عطا کی ہے، کبھی وہ غریب و مستحق افراد میں گھروں کی چابیاں تقسیم کرتے ہیں اور کبھی مولانا عبد القوی جیسے بے ضرر اور جید ہندوستانی عالم اور بے قصور شخص کو انڈیا کی جیل سے رہا کراتے ہیں، تو کسی وقت میں دہشت گردی اور فرقہ واریت کے خلاف عالمگیر سطح کی کانفرنس منعقد کر کے دنیائے کفر کو پیغام دیتے ہیں کہ مسلمان امن پسند اور بے ضرر قوم ہے۔ میرے خیال میں ایسی خدمات ان کی مقبولیت کا ذریعہ ہیں۔

۶:... شیخ عبد الرحمٰن السدیس (امام کعبہ):

شیخ عبد الرحمٰن السدیس ۱۰ر فروری ۱۹۶۰ء کو سعودیہ میں پیدا ہوئے، اس وقت وہ مکہ مکرمہ کے امام ہونے کے ساتھ ساتھ تمام ائمہ کے نگران ہیں، وہ بڑی وسیع الظرف شخصیت ہیں، وہ دوسرے مسالک کے پر امن لوگوں کا بھی احترام کرتے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو بہت ہی خوبصورت انداز میں پڑھنے کا ملکہ عطا فرمایا ہے، میری رائے میں مسلم دنیا میں ان کے اثر انداز ہونے کی یہی بڑی وجہ ہے، ایک وقت تھا کہ عرب وعجم کی مساجد کے بہت سے ائمہ اپنی قرأت میں شیخ کے لہجہ کی نقل کرتے تھے جس کا رواج اب بھی پایا جاتا ہے۔

(جاری ہے)

باتیں اُن کی، یاد رہیں گی!

مفتی محمد راشد ڈسکوی

ماضی قریب کے بند دریچوں میں جھانک کر دیکھیں تو وہاں اپنے اکابر اساتذۂ کرام کی سرپرستی، اُن کی راہنمائی، اُنگلی پکڑ کے چلانا، ہر مرحلے میں تربیت کرنا، قدم قدم پر سمجھانا نظر آتا ہے تو پیشانی اللہ تعالیٰ کے سامنے تشکر بھرے جذبات کے ساتھ جھک جاتی ہے، الحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک، وجزاھم اللّٰہ خیرا وأحسن الجزاء۔

قابلِ صد احترام مُشفق اساتذۂ کرام کے سامنے زانوئے تلمذ نہ کرتے تو معلوم نہیں، ہماری زندگی جانوروں کی طرح ہوتی یا اُن سے بھی بدتر ہوتی؟

۹ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ کی رات آٹھ بجے مدرسہ عربیہ رائے ونڈ کے طلبا کی طرف سے صدمے سے لبریز یہ خبر آئی کہ اُستاذِ محترم مولانا جمشید علی خان صاحب رحمہ اللہ اس بے وفا دنیا کو داغِ مفارقت دیتے ہوئے سفرِ آخرت شروع کر چکے ہیں:

"إنّا للّٰہ وإنّا إلیہ راجعون" ...... "إنّ للّٰہ ما أخذ، ولہ ما أعطیٰ، وکلُّ شيءٍ عندہ بأجلٍ مُسمّی"۔

بس پھر کیا تھا، یک لخت اُستاذِ محترم رحمہ اللہ کی صحبت، معیت اور شاگردی میں بیتے لمحات آنکھوں کے سامنے سے گزرتے چلے گئے، کچھ عرصے سے جاری اُستاذِ محترم رحمہ اللہ کے بیماری کے پُرمشقت ایام بھی یاد آئے تو فوراً دل سے آواز آئی کہ اللہ تعالیٰ نے اُستاذِ محترم کو دنیا کی تکلیف دہ گھاٹیوں سے نجات دے کر اپنے مہمان خانے میں سکون اور آرام دینے کے لئے بُلا لیا ہے، ساتھ ہی دل و دماغ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے کہ اے اللہ! جس طرح تیرے اس بندے نے تجھے راضی کرنے کی محنت میں زندگی گزار دی، انہی کے نقشِ قدم پر چلنے کی مجھے بھی توفیق عطا فرما، اے اللہ! تو نے انہیں جن خصائلِ حمیدہ سے نوازا تھا، اُن کا کچھ ذرہ مجھے بھی نصیب فرما، اور انہیں اپنی شایانِ شان اجرِ جزیل عطا فرما۔ آمین ثم آمین

اُستاذِ محترم رحمہ اللہ اتباعِ سنت، تقویٰ، تواضع، للّٰہیت اور اُمتِ محمدیہ کے جس درد اور فکر و کڑھن کو اپنے سینے میں لئے ہوئے تھے، وہ کسی سے مخفی نہیں، اس مضمون میں اُن کے مناقب پر روشنی ڈالنا ہی مقصودِ اصلی نہیں ہے (اگرچہ ضمناً یہی کچھ سامنے آئے گا) بلکہ اس تحریر سے مقصود اپنی نسبت اُس عظیم ہستی کے ساتھ جوڑنا ہے کہ مجھے بھی اُستاذِ محترم رحمہ اللہ کے سامنے کچھ لمحات بیٹھنے کا شرف حاصل ہے، یقیناً یہ مجھ جیسوں کے لئے قابلِ افتخار، باعثِ مسرت اور ذخیرۂ آخرت ہے، نیز! اپنے ہم سفر طلبا ساتھیوں کے ذہنوں میں اُستاذِ محترم رحمہ اللہ سے متعلق وابستہ یادوں کو تر و تازہ کرنا ہے۔

مجھ سمیت دیگر طلبا کا ایک جم غفیر مدرسہ عربیہ رائے ونڈ کی قدیم عمارت (جس کے خد و خال یا حدود اربعہ کو بھی سمجھنا یا سمجھانا چاہیں تو شاید ممکن نہ ہو) کے دار خاص میں بیٹھے ہوئے انتظار کے پُرمشقت لمحات سے گزر رہا تھا کہ ہمیں بتلایا گیا تھا کہ ابھی کچھ دیر بعد مدرسہ کے قواعد و ضوابط اور پابندیاں پڑھ کے سنائی جائیں گی، جس میں تمام طلبا اور اُن کے سرپرستوں کی شرکت لازمی ہے۔ خیر! کچھ ہی دیر گزری تھی کہ اُستاذ محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا جمشید علی خان صاحب رحمہ اللہ تشریف لائے اور جلوہ افروز ہوئے، اُستاذِ محترم کی بارعب شخصیت اور جاہ و جلال کا اثر تھا کہ پورے ہال میں ایسا سکوت اور فضا میں طمانیت تھی کہ سانس تک کی آواز اس پُرسکون ماحول میں طلاطم پیدا کر رہی تھی، اُستاذِ محترم رحمہ اللہ نے کچھ دیر گفتگو فرمائی، جو لوحِ دل و دماغ پر کچھ اس طرح سے نقش ہو گئی کہ آج بھی اُن ہدایات کے نقوش پوری طرح تر و تازہ ہیں، خلاصۃً کچھ باتیں یہ تھیں: بھائیو! تم سب اپنی اپنی اولادوں کو، اپنے عزیزوں کو دینی تعلیم کے حصول کی نیت سے داخل کروانے آئے ہو تو اچھی طرح یہ بات سُن لو اور اپنے اپنے دل و دماغ میں بٹھا لو اور جا کر اپنے گھر والوں کو سمجھا دو کہ آج کے بعد ہمارا یہ بیٹا دنیاوی اعتبار سے ہمارے کسی کام کا نہیں، ہم نے اسے دین کے لئے فارغ کر دیا ہے۔" پھر پوچھا: "جی عزم کر لیا؟ اچھا یہ بتاؤ کہ جب کالے بالوں والی آئے گی اور دنیا کمانے کو کہے گی تو پھر کیا کرو گے؟" فرمایا: "بھائیو! اس لئے دین کی بنیاد پر رشتہ تلاش کرنا ہے اور اُسے پہلے سے ہی سمجھا دینا ہے کہ ہمارا بیٹا تو ہمیشہ کے لئے دین کے لئے وقف ہو چکا ہے۔"

ہم سانس روکے اُستاذِ محترم رحمہ اللہ کی اپنے مخصوص لب و لہجے میں دی جانے والی ہدایات سنتے رہے اور مدرسہ عربیہ رائے ونڈ میں تعلیمی عمر کے آغاز پر اپنی نیت اور ارادوں کی تصحیح و عزم کرتے رہے، اُستاذ

محترم رحمہ اللہ کا بیان کرنے کا مخصوص انداز، بات کے مطابق آواز کا اُتار چڑھاؤ، محاوروں اور قافیہ بندی کا برموقع استعمال، ایک ایک لفظ کو ٹھہر ٹھہر کے نہایت ہی شیریں اور میٹھے لہجے میں واقعہ کی ایسی آسان تفسیر و تشریح کرنا کہ سننے والے کے دل ودماغ میں اترتا چلا جاتا تھا، عوام الناس میں بیان ہو رہا ہو یا خواص میں، ہر جگہ اُستاذ محترم رحمہ اللہ کا یہی پُرکشش اُسلوب ہوتا تھا، ذیل میں اُستاذ محترم رحمہ اللہ کے ایک بیان کا کچھ ٹکڑا بلفظہٖ نقل کیا جاتا ہے، جس سے بخوبی اُستاذ محترم رحمہ اللہ کا مخصوص انداز سمجھا جاسکتا ہے، ملاحظہ ہو:

"اس امت کو اس بنیاد پر ڈال کر (جو آگے آ رہی ہے) اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کو توفیق دی (ملک) چلانے کی، حالات کچھ بھی ہوں، گھریلو، بیرونی، ملکی، قومی، علاقائی، طبقاتی، ہمیں حالات سے کوئی سروکار نہیں، ہمارا تو کام ایک ہے کہ "اللہ تعالیٰ کا حکم کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سنت طریقہ کیا ہے؟ کیونکہ حالات جو ہیں، یہ تو مخلوق ہیں، نہ تو ان کا کچھ بگڑے اور نہ سدھرے، نہ ہم بگاڑ کو دیکھیں گے، نہ سدھار کو، ہم نے تو حکم کو دیکھنا ہے۔

یہی بنیاد اللہ رب العزت نے موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے سے دی، طور پر بُلایا، فرمایا: "وما تلک بیمینک یموسی"؟ "موسیٰ! تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ تو اس لئے نہیں پوچھ رہے کہ اللہ میاں کو معلوم نہیں، اُس کو تو معلوم ہے، تاکہ موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے وہ بات نکلے جو ان کے تجربے کی ہے اور ان کے مشاہدے کی ہے اور قیامت تک آنے والی نسلیں اس کو سنیں، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: "ھی عصای، اتوکؤ علیھا، واھش بھا علی غنمی ولی فیھا مآرب اخری" یہ تو میری لاٹھی ہے، لکڑی ہے، بے جان ہے، پتے جھاڑتا ہوں بکریوں کے لئے اور ٹیک لگاتا ہوں، سہارا لگاتا ہوں، بہت سے کام اس سے نکلتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (یہ وہ) فائدے (ہیں، جو) تم نے گنوائے، اب یہ عصا تم پھینک دو، موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام، باوجودیکہ اُن کو سخت ضرورت تھی، رات کو لاٹھی کی، حکم ہے: "**القھا یموسی**" کہ عصا پھینک دو، پھینک دیا، "**فاذا ھی حیۃ تسعی**" ایک دَم اچانک سانپ بن کر لہرانے لگا، اب موسیٰ علیہ السلام کی سوچ میں نہ گمان میں، رات کا وقت ہے، پہاڑ پر کھڑے ہیں اور یہ سانپ جارہا ہے، تو موسیٰ علیہ السلام ڈرے، اور پیٹھ موڑ کر بھاگے، کہ اس نے تو ذرا سا بھی منہ لگا دیا تو یہاں مرا پڑا رہوں گا اور وہاں بی بی انتظار کرتی رہے گی، "ولی مدبرا" پیٹھ موڑ کر بھاگے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہاں جارہے؟ "**لا تخف**" ڈرو نہیں، "اقبل" اس کے سامنے آؤ، "**خذھا**" اسے پکڑو، "لا الہ الا اللہ" حکم ہے کہ سانپ کے سامنے سے آکر پکڑو، اب اگر مشاہدے کو دیکھیں، تجربے کو دیکھیں، تو معذرت کریں کہ یا اللہ! بیوی میری اکیلی ہے، یہ سانپ ہے، ڈس لے گا، مر جاؤں گا، یہ تو تھا مشاہدہ اور تجربہ اور حکم کیا ہے؟ کہ "اقبل، وخذ" سامنے سے آ، پکڑ، تو موسیٰ علیہ السلام سارے مشاہدات اور تجربات ٹھکرا کر حکم ادا کرنے کے لئے سامنے سے آئے اور وہ لہرا کر، یہ سامنے سے جارہا تھا، سانپ: اور موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کا حکم ادا کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا، اُنگلیوں کے پورے سانپ کو لگتے ہی، لاٹھی کی لاٹھی، تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حالات سے غیر متأثر ہو کر حکم پورا کرنے کی بنیاد پر عملاً ڈال دیا، اللہ تعالیٰ مجھے، آپ کو، قیامت تک آنے والی نسلوں کو اپنے احکام، پیغمبر علیہ السلام کی سنت اور طریقے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، اور حالات سے غیر متأثر ہو کر چلنے کی توفیق عطا فرمائے......

تو یہ بنیاد ہمارے لئے، قیامت تک کے لئے قائم ہوگئی کہ ہم حالات کے غلام نہیں، ہم حالات کے تابع نہیں، ہم تو احکام کے غلام ہیں، احکام کے تابع ہیں، ہر آن، ہر گھڑی، ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی منشاء، اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے ہمارا اصل سرمایہ، کہ اللہ تعالیٰ کیا فرما رہے؟ اللہ تعالیٰ کی منشاء کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی مرضی کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کیا چاہتے ہیں، ہمیں تو اللہ کی چاہت پر جان دینی ہے، اللہ تعالیٰ کی منشاء پر مرنا ہے، اور سب کچھ قربان کرنا ہے، اور سارے حالات سے قطع نظر کرنی ہے، اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشاء پہچاننے میں خود لگنا ہے، اور اس کی دعوت دے کر دوسروں کو لگانا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کی محنت قیامت تک چلادے، اس پر آنا ہے، اُمت کو اس پر لانا ہے، اس پر جان کھپانی ہے، یہی ہمارا موضوع اور مقصد ہے، ملک مقصد نہیں، مال مقصد نہیں، حالات مقصد نہیں، ہمارا جو مقصد ہے، یعنی: اس کام کا جو مقصد ہے دعوت کا، وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشاء کو پہچاننا ہے، اور اس پر مرنا کھپنا، اور جان دینا، حالات بگڑیں اور سدھریں، اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے، آسمان بدل جائے زمین، سورج بدل جائے چاند، ہمیں دیکھنے ہیں احکام خداوندی۔"

بیان کا نمونہ آپ حضرات نے ملاحظہ فرمالیا، آپ کا پورا بیان اتنا پُرکشش اور اپنے اندر جاذبیت رکھتا تھا کہ مجمع کا ہر فرد ہمہ تن متوجہ رہتا تھا، بالخصوص عرب حضرات تو آپ کے بیان کو بہت زیادہ پسند کرتے تھے،

اور خوب دلچسپی سے سنتے تھے، اس لئے اُردو بیانات کی طرح عربی بیانات میں بھی اُستاذِ محترم رحمہ اللہ قافیہ بندی کا خوب استعمال کرتے تھے اور اپنے مخصوص لب و لہجے میں ہی وہاں بھی بیان فرماتے تھے، تو عرب حضرات اُستاذِ محترم رحمہ اللہ کے اس انداز سے بھی خوب محظوظ ہوتے تھے۔

ابھی چند دن قبل رائے ونڈ کے تبلیغی اجتماع کے پہلے مرحلے میں حضرت مولانا طارق جمیل صاحب نے اُستاذِ محترم رحمہ اللہ کا ایک شعر سناتے ہوئے فرمایا:

''مولانا جمشید صاحب کی قبر کو اللہ نور سے روشن کرے، سینکڑوں دفعہ سبق کے دوران اُن سے یہ شعر سنا ہوا تو بڑی لَے میں گا کے (یعنی: وجد میں آکر) سناتے تھے، میں تو سادھا (انداز میں) ہی سناتا ہوں:

دُھن دُھنے اپنی دُھن
پرائی دُھنی کا پاپ نہ بُن
تیری روئی میں چار ہولے
سب سے پہلے اُن کو چُن

پُرانی اُردو ہے، مگر مطلب اس کا یہ ہے کہ:

''اپنے عیب دیکھ اوروں کے عیب نہ دیکھ، اپنی کمیاں دیکھ اوروں کی کمیاں نہ دیکھ، اوروں کی کمیاں دیکھتے دیکھتے دیکھتے ہمارے دل نفرتوں سے بھر چکے ہیں۔''

زندگی کے ابتدائی ایام حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی صاحبؒ کے گھر بلوغت سے قبل خدمت کے لئے جایا کرتے تھے، اُستاذِ محترم رحمہ اللہ خود فرماتے تھے کہ میں بچپن میں اسکول سے واپسی پر حکیم الامت رحمہ اللہ کے ہاں چلا جایا کرتا تھا، حضرت تھانوی صاحب کی بڑی اہلیہ کو بڑی اماں اور چھوٹی اہلیہ کو چھوٹی اماں کہا کرتا تھا، جب بلوغت کے قریب ہوئے تو حضرت تھانوی صاحبؒ کی بڑی اہلیہ نے کہا کہ ''جمشید! اب تو بڑا ہو گیا ہے، دستک دے کر آیا کر، اور اپنے گھر میں بھی پردہ کیا کر۔'' اُستاذِ محترم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اُس دن سے ہی اپنے گھر میں اپنے بھابیوں سے بھی پردہ شروع کر دیا، بھابیوں سے پردہ کرنے میں ابتدا بہت دُشواری ہوئی، بھابیاں اور والدہ ناراض ہوئیں، لیکن حضرت اپنے فیصلے پر جمے رہے، یہاں تک کہ گھر میں حضرت کی وجہ سے پردہ شروع ہو گیا۔

اُستاذِ محترم رحمہ اللہ کی تواضع، ملنساری، مہمانوں کے ساتھ گھل مل جانا اور اللہ کے راستے میں نکلنے والے مہمانوں کی خدمت، رات کے وقت چھپ کر بیت الخلاء صاف کرنا ایسی مشہور و معروف خصلتیں ہیں، جو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں، اصلاحِ باطن و تزکیہ نفس کے لئے حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمہ اللہ کا دامن تھاما اور اس لائن میں ترقی کی منازل طے کرتے چلے گئے، آپ کا ذکر اللہ کے ساتھ شغف اس قدر تھا کہ آپ کی ہر سانس کے ساتھ ''اِلا اللّٰہ'' کی صدا جاری ہوتی تھی، گویا اللہ کا نام ہر ہر سانس میں رچ بَس گیا تھا۔

ملاقات کے لئے آنے والوں کے ساتھ پوری خندہ پیشانی، کشادہ روئی اور بشاشت کے ساتھ ملتے اور مرحباً، مرحباً، اھلاً وسھلاً کی صدا بلند فرماتے تھے اور اس طریقے سے آنے والے کا استقبال کرتے تھے کہ آنے والے کا دل خوشیوں سے لبریز ہو جاتا تھا، پاس موجود جو بھی چیز کھانے پینے کی ہوتی تھی، بطور اکرام مہمان کو پیش کر دیتے، بارہا یہ دیکھا گیا کہ کسی مہمان نے کوئی ہدیہ پیش کیا، (قبول ہدیہ میں بھی مولانا بہت احتیاط کرتے تھے، اس کا تذکرہ آگے کیا جائے گا) اس کے بعد کوئی اور مہمان آیا تو حضرت نے وہ ہدیہ ملی ہوئی چیز اُس آنے والے مہمان کو دے دی، اسی طرح مدرسہ عربیہ رائے ونڈ میں امتحانات کے موقع پر تشریف لانے والے ممتحین حضرات کا خوب اکرام فرماتے اور اُنہیں ہدایا سے نوازتے تھے، اس کے علاوہ اَسفار میں اپنے خُدام کے کھانے پینے اور راحت و آرام کا خیال رکھنا بھی مولانا کا وصفِ خاص تھا۔

ہدایا کے بارے میں اُستاذِ محترم رحمہ اللہ بہت زیادہ محتاط رہتے تھے، خُدام کو سختی سے تاکید تھی کہ اگر کوئی ہدیہ بھیجے تو لانے والے سے پوری تحقیق کریں کہ کس نے بھیجا، کس کے لئے بھیجا، بھیجنے والا کیا کام کرتا ہے وغیرہ وغیرہ، اور اگر کوئی خود لے کر آتا تو بڑے احسن انداز میں باتوں ہی باتوں میں تحقیق کر لیتے تھے، ایک بار اُستاذِ محترم رحمہ اللہ کا ایک نابالغ شاگرد، جو بیرونِ ملک کا رہنے والا تھا، تقریباً آدھا کلو سے زائد عجوہ کھجوریں لے کر آیا اور ہدیۃً خدمت میں پیش کیں، تو مولانا نے بڑے پیار سے فرمایا: جاؤ بیٹا! یہ کھجوریں خود استعمال کرو، یہ تمہاری ہیں اور تمہارے ہی لئے ہیں، وہ بضد تھا کہ نہیں آپ قبول کریں، تو بالآخر اُستاذِ محترم رحمہ اللہ نے اُسے فرمایا کہ بیٹا! تم نابالغ ہو، اور نابالغ سے کوئی چیز لے کر کھانا جائز نہیں ہے، وہ طالب علم افسردہ سا ہو کر باہر نکل گیا، باہر جا کر خدام سے کہا کہ اُستاذ جی نے کیوں قبول نہیں کی؟ والد صاحب ناراض ہوں گے کہ کیوں نہیں پہنچائی تھی، تو خدام نے پوچھا کہ کیا آپ کے والد صاحب نے مولانا کے لئے بھیجی ہیں؟ تو اُس نے اثبات میں سر ہلایا، خدام کے کہنے پر وہ طالب علم دوبارہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ کھجوریں والد صاحب نے آپ کے لئے بھیجی ہیں، اس پر اُستاذِ محترم رحمہ اللہ نے تاکیداً اُس سے پوچھا کہ کیا تمہارے والد نے میرا نام لے کر مجھے دینے کے لئے کہا تھا؟ طالب علم نے جواب دیا کہ جی ہاں، تب جا کر اُستاذِ محترم رحمہ اللہ نے وہ کھجوریں وصول کیں۔

اسی طرح اگر کوئی شخص کسی برتن میں کھانے

پینے کی چیز ہدیۃً لے کر آتا تو برتن کی نوعیت دیکھ کر اگر قیمتی ہوتا یا گھروں میں استعمال ہونے والا نظر آتا تو اُسی وقت دریافت کر لیتے تھے کہ بھائی! برتن واپس کرنا ہے یا نہیں؟ جیسا جواب ملتا اُس کے مطابق عمل کیا جاتا تھا، اس کے علاوہ اگر کوئی پھلوں کا ہدیہ پیش کرتا تو دریافت فرماتے کہ بھائی! کہاں کے ہیں؟ اگر جواب ملتا کہ اپنے باغ کے ہیں تو پھر ان کا بیع وشراء کا طریقہ بھی معلوم فرماتے تھے، اور اگر کوئی کہتا کہ بازار سے لایا ہوں، تو بہت اچھا کہہ کر رکھ لیتے، لیکن اُس کے جانے کے بعد طلبا یا مہمانوں وغیرہ میں تقسیم فرما دیتے تھے، از خود استعمال کرنے سے گریز کرتے تھے، ایک بار کسی شخص نے ہدیہ دے کر کہا کہ حضرت میرے لئے دعا فرما دیں، تو بڑی شفقت سے فرمایا: بھائی! دعا ہم تمہارے لئے کرتے ہیں اور آئندہ بھی کریں گے لیکن جب ہدیہ دیا جائے تو اس وقت دعا کے لئے نہیں کہنا چاہئے۔

۵۲۔ ۱۹۵۱ء میں دار العلوم دیوبند میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی دیوبندی اور حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاوی رحمہم اللہ تعالیٰ جیسی نابغۂ روزگار ہستیوں کے سامنے زانوئے تلمذ کیا اور دورۂ حدیث کی تکمیل فرمائی، فراغت کے فوراً بعد ملکِ پاکستان کی طرف ہجرت فرمائی، صوبہ سندھ کے ضلع ٹنڈوالہ یار میں واقع ایک بڑے مدرسہ میں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ کے زیرِ سایہ اپنے سفرِ تدریس کا آغاز فرمایا، بارہ سال تک اسی جگہ شب وروز ابتدائی کتب سے لے کر انتہائی کتب تک کی تدریس میں مشغول رہے، اس وقت معاشرے اور عامۃ الناس مسلمانوں کی دینی زندگی کی پستیوں کو دیکھتے دیکھتے دعوت وتبلیغ کی طرف قلبی رجحان بہت زیادہ بڑھ گیا، حتیٰ کہ ۱۹۶۳ء میں آپ نے تبلیغ میں سات چلّے لگائے، اُس کے بعد آپ کا تقرر مدرسہ عربیہ رائے ونڈ میں ہو گیا، اس سلسلے میں خاص بات یہ ہے کہ اُستاذ محترم رحمہ اللہ جب ٹنڈوالہ یار سے چھوڑ کے رائیونڈ تشریف لائے تو وہ وہاں صحیح البخاری پڑھاتے تھے، لیکن رائے ونڈ میں آپ کی تدریس کی ابتدا شعبہ حفظ اور تعلیم الاسلام کی تدریس سے ہوئی، اُس وقت سے لے کر ۱۹۹۷ء تک درجہ موقوف علیہ تک کی تمام کتب پڑھانے کا آپ کو موقع ملا، ۱۹۹۷ء میں مدرسہ عربیہ رائے ونڈ کے بڑے اُستاذ حضرت محمد طاہر شاہ صاحب رحمہ اللہ تھے، اُن کی وفات کے بعد اُستاذ محترم رحمہ اللہ کو بڑے استاذ کے رتبے سے پہچانا جانے لگا، پھر ۱۹۹۹ء میں جب دورۂ حدیث کی ابتداء ہوئی تو شیخ الحدیث کے مرتبے پر بھی آپ کو ہی فائز کیا گیا، اُس وقت سے ۲۰۱۰ء تک مکمل بخاری شریف اُستاذ محترم رحمہ اللہ ہی پڑھاتے رہے، پھر علالت کی بناء پر صحیح البخاری کا ایک حصہ اُستاذ محترم رحمہ اللہ کے پاس ہی باقی رہا، جو امسال تک جاری وساری تھا اور بقیہ حصے دیگر کبار اساتذہ میں تقسیم کر دیئے گئے۔ اس طرح آپ کے علومِ ظاہریہ اور باطنیہ سے فیض حاصل کرنے والوں کی تعداد ملک وبیرون ملک میں ہزاروں سے تجاوز ہو گئی، صرف امسال مدرسہ عربیہ رائے ونڈ سے دورۂ حدیث شریف مکمل کر کے دستارِ فضیلت حاصل کرنے والے آپ کے تلامذہ کی تعداد پانچ سو باسٹھ (۵۶۲) ہے، جن میں پاکستان کے علاوہ بیرون ممالک (مثلاً: برونائی، سری لنکا، تھائی لینڈ، ملائشیا، انڈونیشیا، فلپائن، ترکی، حبشہ، کمبوڈیا، چین، ناروے، سوڈان، سعودی عرب، تیونس، اُردن، روس، قطر، طائف، صومالیہ، مقدونیہ، البانیہ، جنوبی افریقہ، روس، کرغیستان، تاجکستان، قازقستان اور افغانستان وغیرہ) کے ننانوے (۹۹) طلبا شامل ہیں، وللہ الحمد۔

دعوت وتبلیغ کے میدان میں بھی اُستاذ محترم رحمہ اللہ نے خوب ترقی کی، تبلیغی مرکز رائے ونڈ، پاکستان میں تبلیغی جماعت کی عالمی شوریٰ کے رُکن و امیر تبلیغی جماعت پاکستان محترم حاجی عبد الوہاب صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے بعد بڑی ہستی اُستاذ محترم رحمہ اللہ کو ہی تسلیم کیا جاتا تھا، مرکز میں ہونے والے روزانہ اور ماہانہ مشوروں میں حضرت حاجی صاحب دامت برکاتہم کے بعد آپ ہی ذمہ دار ہوتے تھے، انہی کا فیصلہ حرفِ آخر سمجھا جاتا تھا، جن ایام میں حاجی صاحب دامت برکاتہم شدید علیل ہوئے یا ہوتے تھے، بیان فجر کی ذمہ داری آپ کی ہی ہوتی تھی، اس کے علاوہ اللہ کے راستے میں جانے والی جماعتوں کو دی جانے والی ہدایات اور وقت لگا کر واپس جانے والے احباب میں اختتامی دعا اور مصافحہ بھی اکثر آپ کے ذمہ لگتا تھا، عصر کے بعد عوام الناس، پُرانوں اور علماء اور بیرون ممالک سے آنے والے مہمانوں میں بھی آپ بکثرت بیان کرتے نظر آتے تھے، نیز صحت کے زمانے میں، پُرانوں کے دس روزہ جوڑ، علاقائی اجتماعات اور رائے ونڈ کے سالانہ اجتماعات میں بھی آپ کا بیان ضرور ہوتا تھا۔

۲۰۰۸ء میں جب بندہ نے اُستاذ محترم رحمہ اللہ کے پاس صحیح البخاری پڑھی تو دل اللہ کے سامنے تشکر بھرے جذبات کے ساتھ سجدہ ریز تھا کہ جو امتیاز مدرسہ عربیہ رائے ونڈ کے دورۂ حدیث کو حاصل تھا، وہ معاصر اداروں میں کہیں نظر نہیں آتا تھا، دیگر جامعات و مدارس عربیہ کی تنقیص مقصود نہیں، محض مدرسہ عربیہ رائے ونڈ کی وجہِ امتیاز سامنے رکھنا مقصود ہے، تاکہ ہماری طرف سے شکرِ نعمت و تحدیث بالنعمۃ والا معاملہ ہو سکے، اور اس وقت مدرسہ عربیہ رائے ونڈ میں موجود زیرِ درس طلباء کرام پوری ذمہ داری، بحاضر دماغی اور شرح وبسط کے ساتھ وقت کے ان عظیم شیوخ سے خوب سے خوب استفادہ کر سکیں۔ (جاری ہے)

اسحاق اخرس مغربی

حضرت مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوریؒ

انتخاب: مولانا عبدالرؤف

اسحاق اخرس ملک مغرب کا رہنے والا تھا، اہل عرب کی اصطلاح میں مغرب شمال افریقا کے اس حصہ کا نام ہے جس میں مراکش، تیونس، الجزائر وغیرہ ممالک داخل ہیں۔ اسحاق ۱۳۵ھ میں اصفہان میں ظاہر ہوا، ان ایام میں ممالک اسلامیہ پر خلیفہ سفاح عباسی کا پرچم اقبال لہرا رہا تھا۔ اہل سیر نے اس کی دکان آرائی کی کیفیت اس طرح لکھی ہے کہ پہلے اس نے صحف آسمانی قرآن، توراۃ، انجیل اور زبور کی تعلیم حاصل کی۔ پھر جمیع علوم رسمیہ کی تحصیل کی، زمانہ دراز تک مختلف زبانیں سیکھتا رہا، مختلف قسم کی صناعیوں اور شعبدہ بازیوں میں مہارت پیدا کی اور ہر طرح سے باکمال اور بالغ النظر ہو کر اصفہان آیا۔

کامل دس سال تک گونگا بنا رہا:

اصفہان پہنچ کر ایک عربی مدرسہ میں قیام کیا اور یہیں کی ایک تنگ و تاریک کوٹھری میں کامل دس سال تک کنج عزلت میں پڑا رہا، یہاں اس نے اپنی زبان پر ایسی مہر سکوت لگائے رکھی کہ ہر شخص اسے گونگا یقین کرتا رہا، اس شخص نے اپنی نام نہاد جہالت و بے علمی اور تصنع آمیز عدم گویائی کو اس ثبات واستقلال کے تھ نباہا کہ دس سال کی طویل مدت میں کسی کو وہم و گمان تک نہ ہوا کہ اس کی زبان کو بھی قوت گویائی سے کچھ حصہ ملا ہے، یا یہ شخص ایک علامہ دہر اور یکتائے روزگار ہے، اسی بنا پر یہ اخرس یعنی گونگے کے لقب سے مشہور ہوگیا، ہمیشہ اشاروں سے اظہار مدعا کرتا، ہر شخص سے اس کا رابطہ مودت و شناسائی قائم تھا، کوئی بڑا چھوٹا ایسا نہ ہوگا جو اس کے ساتھ اشاروں کنایوں سے تھوڑی بہت مذاق کر کے تفریح طبع نہ کر لیتا ہو، اتنی صبر آزما مدت گزار لینے کے بعد آخر وہ وقت آ گیا جب وہ مہر سکوت توڑ دے اور کشور قلوب پر اپنی قابلیت اور نطق و گویائی کا سکہ بٹھا دے۔ اس نے نہایت رازداری کے ساتھ ایک نہایت نفیس قسم کا روغن تیار کیا، اس روغن میں یہ صنعت تھی کہ اگر کوئی شخص اسے چہرے پر مل لے تو اس درجہ حسن و تجلی پیدا ہو کہ کوئی شخص شدت انوار سے اس کے نورانی طلعت کے دیکھنے کی تاب نہ لا سکے۔ اس طرح اس نے خاص قسم کی دو رنگ دار شمعیں بھی تیار کر لیں، اس کے بعد ایک رات جبکہ تمام لوگ محو خواب و استراحت تھے، اس نے وہ روغن اپنے چہرہ پر ملا اور شمعیں جلا کر سامنے رکھ دیں، ان کی روشنی میں چہرہ میں ایسی رعنائی، دلفریبی اور چمک دمک پیدا ہوئی کہ آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں، اس کے بعد اس نے اس زور سے چیخنا شروع کیا کہ مدرسہ کے تمام مکین جاگ اٹھے، جب لوگ اس کے پاس آئے تو اٹھ کر نماز میں مشغول ہوگیا اور ایسی خوش الحانی اور تجوید کے ساتھ با آواز بلند قرآن پڑھنے لگا کہ بڑے بڑے قاری بھی عش عش کر گئے۔

صدر المدرسین اور قاضی شہر کی بدحواسی:

جب مدرسہ کے معلمین اور طلبا نے دیکھا کہ مادرزاد گونگا باتیں کر رہا ہے اور قوت گویائی کے ساتھ اسے اعلیٰ درجہ کی فصاحت اور فن قراۃ و تجوید کا کمال بھی بخشا گیا ہے اور اس سے مستزاد یہ کہ اس کا چہرہ ایسا درخشاں ہے کہ نگاہ نہیں ٹھہر سکتی تو لوگ سخت حیرت زدہ ہوئے، خصوصاً صدر مدرس صاحب تو بالکل قوائے عقلیہ کھو بیٹھے۔ صدر مدرس صاحب جس درجہ علم و عمل اور صلاح و تقویٰ میں عدیم المثال تھے، اسی قدر اہل زمانہ کی عیاریوں سے ناآشنا اور نہایت سادہ لوح واقع ہوئے تھے، وہ بڑی خوش اعتقادی سے فرمانے لگے: کیا ہی اچھا ہو اگر عمائد شہر بھی خدائے قادر و توانا کے اس کرشمہ قدرت کا مشاہدہ کر سکیں۔ اب اہل مدرسہ نے صدر مدرس صاحب کی قیادت میں اس غرض سے شہر کا رخ کیا کہ اعیان شہر کو بھی خداوند عالم کی قدرت قاہرہ کا یہ جلوہ دکھائیں، شہر پناہ کے دروازہ پر آئے تو اس کو مقفل پایا، چابی حاصل کرنے کی کوشش کی، لیکن ناکام رہے، ان لوگوں پر خوش اعتقادی اور گرم جوشی کا بھوت اس درجہ سوار تھا کہ شہر کا مقفل دروازہ اور اس کی سنگین دیواریں بھی ان کی راہ میں حائل نہ رہ سکیں، کسی نہ کسی تدبیر سے شہر میں داخل ہوگئے، اب صدر مدرس صاحب تو آگے آگے جا رہے تھے اور دوسرے مولوی صاحبان اور ان کے تلامذہ پیچھے پیچھے، سب سے پہلے قاضی شہر کے مکان پر پہنچے، قاضی صاحب رات کے وقت اس غیر معمولی اژدہام اور اس کی شور و پکار سن کر مضطربانہ گھر سے نکلے اور ماجرا دریافت کیا۔ بدنصیبی سے قاضی صاحب بھی پیرایہ حزم و دور اندیشی سے عاری تھے، انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، سب مجمع کو ساتھ لے کر جھٹ وزیر اعظم کی در دولت پر جا پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹانا شروع کیا۔ وزیر با تدبیر نے ان کی رام کہانی سن کر کہا کہ ابھی رات کا وقت ہے۔ آپ لوگ جا کر اپنی اپنی جگہ آرام کریں، دن کو دیکھا جائے گا کہ ایسی بزرگ ہستی کی عظمت شان کے مطابق کیا کارروائی مناسب ہوگی؟ غرض شہر میں ہلڑ مچ گیا، باوجود ظلمت شب کے لوگ جوق در جوق چلے آ رہے تھے اور خوش اعتقادوں نے ایک ہنگامہ برپا کر رکھا

تھا۔ قاضی صاحب چند روسائے شہر کو ساتھ لے کر اس بزرگ ہستی کا جمال مبارک دیکھنے کے لئے مدرسہ میں آئے، مگر دروازہ کو مقفل پایا۔ اسحاق اندر ہی براجمان تھا، قاضی صاحب نے نیچے سے پکار کر کہا: ''حضرت والا! آپ کو اسی خدائے ذوالجلال کی قسم جس نے آپ کو اس کرامت اور منصب جلیل سے نوازا، ذرا دروازہ کھولئے اور مشتاقانِ جمال کو شرف دیدار سے مشرف فرمائیے۔'' یہ سن کر اسحاق بول اٹھا: اے قفل! کھل جا اور ساتھ ہی کسی حکمت عملی سے کنجی کے بغیر قفل کھول دیا، قفل کے گرنے کی آواز سنکر لوگوں کی خوش اعتقادی اور بھی دو آتشہ ہوگئی، لوگ بزرگ کے رعب سے ترساں و لرزاں تھے۔ دروازہ کھلنے پر سب لوگ اسحاق کے روبرو نہایت مؤدب ہو کر جا بیٹھے، قاضی صاحب نے نیازمندانہ لہجہ میں التماس کی کہ: ''حضور والا! سارا شہر اس قدرت خداوندی پر متحیر ہے، اگر حقیقت حال کا چہرہ کسی قدر بے نقاب فرمایا جائے تو بڑی نوازش ہوگی۔''

اسحاق کی ظلی بروزی نبوت:

اسحاق جو اس وقت کا پہلے سے منتظر تھا، نہایت ریاکارانہ لہجہ میں بولا کہ چالیس روز پیشتر ہی فیضان کے کچھ آثار نظر آنے لگے تھے، آخر دن بدن القائے ربانی کا سرچشمہ دل میں موجیں مارنے لگا حتی کہ آج رات خدائے قدوس نے اپنے فضل مخصوص سے اس عاجز پر علم و عمل کی وہ وہ راہیں کھول دیں کہ مجھ سے پہلے لاکھوں رہروانِ منزل اس کے خیال اور تصور سے بھی محروم رہے تھے اور وہ وہ اسرار و حقائق منکشف فرمائے کہ جن کا زبان پر لانا مذہب طریقت میں ممنوع ہے۔ البتہ مختصراً اتنا کہنے کا مجاز ہوں کہ آج رات دو فرشتے حوض کوثر کا پانی لے کر میرے پاس آئے، مجھے اپنے ہاتھ سے غسل دیا اور کہنے لگے: السلام علیک یا نبی اللہ! مجھے جواب میں تامل ہوا اور گھبرایا کہ واللہ اعلم۔ یہ کیا ابتلا ہے؟ یہ فرشتہ بزبان فصیح یوں گویا ہوا، یا نبی اللہ افتح فاک باسم اللہ الازلی! (اے اللہ کے نبی! بسم اللہ کہہ کر ذرا منہ تو کھولئے) میں نے منہ کھول دیا اور دل میں بسم اللہ الازلی کا ورد کرتا رہا۔ فرشتہ نے ایک سفید سی چیز میرے منہ میں رکھ دی، یہ تو معلوم نہیں کہ وہ چیز کیا تھی؟ البتہ اتنا جانتا ہوں کہ وہ شہد سے زیادہ شیریں، مشک سے زیادہ خوشبودار اور برف سے زیادہ سرد تھی۔ اس نعمت خداوندی کا حلق سے نیچے اترنا تھا کہ میری زبان گویا ہوگئی اور میرے منہ سے یہ کلمہ نکلا: ''اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ'' یہ سن کر فرشتوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تم بھی رسول اللہ ہو۔ میں نے کہا: میرے دوستو! تم یہ کیسی بات کہہ رہے ہو، مجھے اس سے سخت حیرت ہے بلکہ میں تو عرق خجالت میں ڈوبا جاتا ہوں۔ فرشتے کہنے لگے: خدائے قدوس نے تمہیں اس قوم کے لئے نبی مبعوث فرمایا ہے۔ میں نے کہا: جناب باری نے تو سیدنا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام روحی فداہ کو خاتم الانبیا قرار دیا اور آپ کی ذات اقدس پر نبوت کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا، اب میری نبوت کیا معنی رکھتی ہے؟ کہنے لگے درست ہے۔ مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مستقل حیثیت رکھتی ہے اور تمہاری بالتبع اور ظلی و بروزی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرزائیوں نے انقطاع نبوت کے بعد ظلی بروزی نبوت کا ڈھکوسلہ اسی اسحاق سے اڑایا ہے۔ ورنہ قرآن و حدیث اور اقوال سلف صالح میں اس چیز کا کہیں وجود نہیں، بلکہ خود شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علیؓ کو امر خلافت میں جناب ہارون علیہ السلام سے جو ایک غیر شرعی اور تابع نبی تھے۔ تشبیہ دے کر آئندہ کے لئے ہر قسم کی نبوت کا خاتمہ کر دیا، اب ظلی بروزی نبوتوں کا افسانہ محض شیطانی اغوا ہے۔

اسحاق کے معجزات باہرہ:

اس کے بعد اسحاق نے حاضرین سے بیان کیا کہ جب ملائکہ نے مجھے ظلی بروزی نبوت کا منصب تفویض فرمایا تو میں اپنی معذوری ظاہر کرنے لگا اور کہا: دوستو! میرے لئے نبوت کا دعویٰ بہت سی مشکلات سے لبریز ہے، کیونکہ بوجہ معجزہ نہ رکھنے کے کوئی شخص میری تصدیق نہ کرے گا۔ فرشتوں نے کہا، وہ قادر مطلق جس نے تمہیں گونگا پیدا کر کے متکلم اور فصیح و بلیغ بنا دیا وہ خود لوگوں کے دلوں میں تمہاری تصدیق کا جذبہ پیدا کرے گا۔ یہاں تک کہ زمین و آسمان تمہاری تصدیق کے لئے کھڑے ہو جائیں گے، لیکن میں نے ایسی خشک نبوت کے قبول کرنے سے انکار کیا اور اس بات پر مصر ہوا کہ کوئی نہ کوئی معجزہ ضرور چاہئے۔ جب میرا اصرار حد سے گزر گیا تو فرشتے کہنے لگے، اچھا معجزات بھی لیجئے، جتنی آسمانی کتابیں انبیاء پر نازل ہوئیں۔ تمہیں ان سب کا علم دیا گیا، مزید براں کئی ایک زبانیں اور کئی قسم کے رسم الخط تمہیں عطا کئے۔ اس کے بعد فرشتے کہنے لگے کہ قرآن پڑھو، میں نے جس ترتیب سے قرآن نازل ہوا تھا پڑھ کر سنا دیا۔ انجیل پڑھوائی، وہ بھی سنا دی، پھر تورات، زبور اور دوسرے آسمانی صحیفے پڑھنے کو کہا، وہ بھی سب سنا دیئے، مگر میرے قلب منور پر جو ان کتب مقدسہ کا القا ہوا تو اس میں کسی تحریف، تصحیف اور اختلاف قراۃ کا کوئی شائبہ نہ تھا، بلکہ جس طرح ان کی تنزیل ہوئی تھی۔ اسی طرح یہ بے کم و کاست میرے دل پر القا کی گئیں۔ چنانچہ فرشتوں نے فوراً اس کی تصدیق کر دی، ملائکہ نے صحف سماویہ کی قراۃ سن کر مجھ سے کہا: ''قم انذر الناس'' (اب کمر باندھ لو اور لوگوں کو غضب الٰہی سے ڈراؤ) یہ کہہ کر فرشتے، رخصت ہو گئے اور میں حسبِ نماز اور ذکر الٰہی میں مصروف ہو گیا، آج رات سے جن انوار و تجلیات کا

میرے دل پر ہجوم ہے۔ زبان اس کی شرح سے قاصر ہے۔ غالباً ان انوار کے کچھ آثار میرے چہرے پر بھی نمایاں ہوگئے ہوں گے۔ یہ تو میری سرگزشت تھی، اب میں تم لوگوں کو متنبہ کر دینا چاہتا ہوں کہ جو شخص خدا پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور مجھ پر ایمان لایا اس نے فلاح و رستگاری پائی اور جس نے میری نبوت سے انکار کیا، اس نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو بیکار کر دیا، ایسا منکر ابداً آباد جہنم کا ایندھن بنا رہے گا۔

عساکر خلافت سے معرکہ آرائیاں

عوام کا معمول ہے کہ جونہی نفس امارہ کے کسی پجاری نے اپنے دجالی تقدس کی ڈفلی بجانی شروع کی اس پر پروانہ وار گرنے لگے۔ اسحاق کی تقریریں سن کر عوام کا پائے ایمان ڈگمگا گیا اور ہزارہا آدمی نقد ایمان اس کی نذر کر بیٹھے اور جن لوگوں کا دل نور ایمان سے متجلی تھا، وہ بیزار ہو کر چلے گئے۔ حاملین شریعت نے گم کردگان راہ کو بہتیرا سمجھایا کہ اخرس دجال کذاب اور رہزن دین و ایمان ہے، لیکن عقیدت مندوں کی خوش اعتقادی میں ذرا فرق نہ آیا، بلکہ جوں جوں علماء حق انہیں راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے تھے، ان کا جنون خوش اعتقادی اور زیادہ بڑھتا تھا۔ آخر اس شخص کی قوت اور جمعیت یہاں تک ترقی کر گئی کہ اس کے دل میں ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی۔ چنانچہ خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی کے عمال کو مقہور و مغلوب کر کے بصرہ عمان اور ان کے توابع پر قبضہ کر لیا۔ بڑے بڑے معرکے ہوئے۔ آخر عساکر خلافت مظفر و منصور ہوئے اور اسحاق مارا گیا، کہتے ہیں کہ اس کے پیرو اب تک عمان میں پائے جاتے ہیں۔ (کتاب الاذکیا، الشیخ ابن جوزی وکتاب المختار وکشف الاسرار العلامہ عبدالرحمن بن ابی بکر الدمشقی المعروف بالجوبری، بحوالہ کتاب "ائمہ تلبیس" ص: ۱۹۱ تا ۱۹۵) ☆☆

نور ہے جس کا سب سے اوّل، بعثت جس کی سب سے آخر

جسمِ مُطہّر، کتنا مُعطّر، روئے مبارک ماہِ منور
دلکش باتیں، شیریں تبسم، صلی اللہ علیہ وسلم

رحمتِ عالم، خُلقِ مجسم، جس پہ گواہ قرآنِ مکرم
عبد و آقا کے یکساں ہمدم، صلی اللہ علیہ وسلم

شاہِ عرب اور شانِ مدینہ، فخرِ عرب سلطانِ مدینہ
صاحبِ کوثر، مالکِ زمزم، صلی اللہ علیہ وسلم

شہر ہے ان کا پاک مدینہ، کُحلِ بصر ہے خاکِ مدینہ
جب سے آئے خوش بخت اقدم، صلی اللہ علیہ وسلم

جسم مُزکّی، روح مُصفّا، قلب مُنور حسن میں یکتا
ظاہر و باطن نور مجسم، صلی اللہ علیہ وسلم

جود و سخا اور لطف و عطا ہے، شیوہ ان کا مہر و وفا ہے
رافت و رحمت، حلم و تکرم، صلی اللہ علیہ وسلم

ان کی آمد رحمتِ یزداں، ان کی بعثت بخششِ رحماں
خَلقِ خدا کے رہبرِ اعظم، صلی اللہ علیہ وسلم

زینتِ مکہ، جانِ مدینہ اور میں ہوں قربان مدینہ
کوچہ کوچہ نقش مقدم، صلی اللہ علیہ وسلم

مظہرِ دین و رہبرِ کامل، جن پر ہوا ہے دین مکمل
وحیِ خدا کے پیکرِ اعظم، صلی اللہ علیہ وسلم

نور ہے جس کا سب سے اوّل، بعثت جس کی سب سے آخر
سب سے موخر سب سے مقدم، صلی اللہ علیہ وسلم

خِلقت جس کی سب سے بہتر، بعثت ہے توحید کی مظہر
جس کے مداح خالقِ اعظم، صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible]

غیر جانبدارانہ اور منصفانہ بنیادوں پر

انسانی خدمت کی ضرورت!

مولانا محمد حنیف جالندھری (جنرل سیکریٹری وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

گزشتہ دنوں انسانی خدمت کے بین الاقوامی اور غیر جانبدار ادارے انٹرنیشنل کمیٹی فار ریڈ کراس کی جانب سے اسلام آباد میں ایک عالمی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں اندرون و بیرون ملک سے بہت سے اہل علم، انسانی خدمت کے شعبے سے وابستہ سرکردہ شخصیات اور ارباب فضل و کمال شریک ہوئے۔ اس دو روزہ کانفرنس میں کئی فکر انگیز موضوعات پر اظہار خیال کیا گیا۔ راقم الحروف کو بھی اس کانفرنس کی افتتاحی نشست میں اظہار خیال کی دعوت دی گئی تھی۔ اس اہم ترین موقع پر ''انسانی خدمت کے غیر جانبدارانہ اور منصفانہ استعمال کے موضوع پر جو معروضات پیش کیں ان کا خلاصہ ذیل میں پیش خدمت ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ خدمت اللہ رب العزت کا محبوب ترین عمل اور اللہ رب العزت کے برگزیدہ بندوں کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ حدیث مبارکہ میں آتا ہے ''اللہ کی مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کی نظر میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اللہ کی مخلوق کے ساتھ سب سے زیادہ اچھائی سے پیش آئے''۔ دوسری جگہ ارشاد ہے ''لوگوں میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کے لیے سب سے زیادہ نفع کا باعث بنے''۔ جب ہم پیچھے پلٹ کر دیکھتے ہیں تو ہمیں تمام انبیاء کرام خدمت خلق کے عظیم عمل میں مشغول نظر آتے ہیں لیکن ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی انسانیت کی خدمت سے عبارت نظر آتی ہے اور اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مدنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کی خدمت کا محور و مرکز دکھائی دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ رب العزت نے جب نبوت کے منصب پر فائز فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلی وحی کی دولت سے سرفراز فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پریشانی کے عالم میں گھر تشریف لائے، امی جان سیدہ خدیجۃ الکبریٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے جو کلمات ارشاد فرمائے وہ قابل غور ہیں۔

حضرت خدیجہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ صفات بیان فرمائیں جنہیں صفات خمسہ کہا جاتا ہے اور ان صفات خمسہ میں گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی کو سمو دیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملات، معمولات، رویے، ترجیحات اور اخلاق و کردار کیسا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ صلہ رحمی صرف یہ نہیں کہ آدمی اچھائی کا بدلہ اچھائی سے دے بلکہ فرمایا جو تم سے تعلق توڑے تم اس سے جوڑو، جو تم سے برا کرے تم اس سے اچھا کرو! اس سے معلوم ہوا کہ خدمت اور صلہ رحمی میں صرف یہ نہیں کہ جو اچھا ہو اسی کے ساتھ اچھائی کی جائے بلکہ اس معاملے میں اچھے برے کی کوئی تفریق نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بوجھ والوں کا بوجھ اٹھاتے یہاں تک کہ اگر کوئی آپ کا جانی دشمن ہوتا، کوئی آپ کے خلاف ہونے والے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر شہر چھوڑ کر جانے لگتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے حصے کا بوجھ بھی اپنے مبارک کندھوں پر اٹھاتے تھے۔ اس کے ساتھ مہمان نوازی، بے سہاروں اور بے آسراؤں کو کما کر دینا اور قدرتی آفات کے موقع پر لوگوں کے ساتھ تعاون کرنا یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی شان اور پیغمبرانہ وصف تھا۔ یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کا منصب عطا ہونے سے پہلے بھی خدمت انسانیت کے ان پانچوں اوصاف کا پیکر مجسم تھے اور نبوت ملنے کے بعد تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین بن گئے۔

جب ہم یہ جانتے اور مانتے ہیں کہ نبوت ملنے سے قبل بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ صفات موجود تھیں تو اس کا صاف نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلہ رحمی، مہمان نوازی، بے سہاروں کی مدد، مصائب کے موقع پر تعاون اور لوگوں کی کفالت کے معاملے میں اسلام اور کفر کی، اپنے اور پرائے کی، قریب اور دور کی اور سیاہ و سفید کی کوئی تمیز اور تفریق نہیں تھی کیونکہ یہ اس دور کی بات ہو رہی ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ نبوت نہیں کیا تھا۔ بات صرف اتنی ہی نہیں تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لیے تو سراپا شفقت ہوں اور غیر مسلموں کے لیے نہ ہوں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و عمل کے ذریعے بار بار اس بات کا احساس دلایا کہ خدمت کے معاملے میں، تعاون کے معاملے میں، حسن سلوک اور حسن اخلاق کے معاملے

میں اچھے برے کی، کافر و مسلمان کی اور اپنے پرائے کی کوئی تفریق اور تقسیم نہیں ہے۔

بلکہ ہمیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے یہ بھی درس ملتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدمت کے معاملے میں صرف اسلام و کفر کی تفریق ہی نہیں مٹائی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو طرز زندگی عطا فرمایا اس میں حیوانوں اور جانوروں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کا خیال رکھنے کا بھی درس دیا گیا۔ ہمیں کتب سیرت اور کتب فقہ میں "مؤلفۃ القلوب" کی ایک مستقل اصطلاح ملتی ہے، ہمیں قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کی بے شمار مثالیں نظر آتی ہیں، جہاد کے آداب پر طویل کتب اور تحقیقات ملتی ہیں اور پھر خاص طور پر وہ کلچر جس میں زخمیوں کی دیکھ بھال کی حدود میں، ان کی مرہم پٹی کے معاملے میں کسی قسم کی دراندازی اور مداخلت نہیں کی جاتی تھی اور نہ ہی کوئی رکاوٹ کھڑی کی جاتی تھی، ہلاک ہو جانے والوں کا مثلہ نہ کرنے کی سختی سے ہدایت تھی۔ جہاد کے بارے میں جملہ آداب میں ہمارے لیے یہی سبق ہے کہ خدمت کا عمل ہر قسم کی وابستگی سے بالاتر ہونا چاہئے، اس پر کوئی چھاپ نہیں ہونی چاہئے، مسلمان اور کافر ہی نہیں دوست اور دشمن میں بھی کوئی فرق نہیں ہونا چاہئے۔

یہ تو صرف سیرت طیبہ کی ایک جھلک تھی ورنہ مسلمان حکمرانوں، سپہ سالاروں اور فاتحین نے جس انداز سے انسانیت کی خدمت کی اس کے حالات و واقعات کو اس مختصر سی تحریر میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ جبکہ آج ہماری صورتحال اس سے بالکل مختلف ہے۔ آج ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ اگر کبھی کسی ایسے علاقے میں زلزلہ یا سیلاب آجائے جہاں غیر مسلم بستے ہوں تو ہم کہتے ہیں کہ ہماری بلا سے! وہ جانیں اور ان کے کام! لیکن اگر مسلمان علاقے کسی آفت کی زد میں آجائیں تو پھر سب تڑپ اٹھتے ہیں۔ بلکہ میں تو اس سے ایک قدم اور آگے بڑھ کر کہوں گا کہ خود مسلمانوں کے بہت سے گروہ ایسے ہیں جن میں انسانیت کی خدمت، فرسٹ ایڈ اور ریسکیو اور ریلیف کے معاملے میں دانستہ یا نادانستہ، قصداً یا سہواً تفریق و تمیز اور جانبداری دیکھنے میں آتی ہے۔ دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ جب لال مسجد یا تعلیم القرآن یا دیوبندی مکتب فکر سے نسبت رکھنے والے کسی ادارے یا علاقے میں کوئی حادثہ ہو جائے تو ہمیں المصطفیٰ کی کوئی ایمبولنس یا کوئی گاڑی نظر نہیں آتی، جب داتا دربار میں سانحہ ہوتا ہے تو وہاں معمار ٹرسٹ دکھائی نہیں دیتا، اگر کسی امام بارگاہ میں کوئی دھماکا ہوتا ہے تو اس میں ہمیں الخدمت اور جماعت الدعوۃ کی کوئی خاص سرگرمی نظر نہیں آتی۔ میں سمجھتا ہوں اس میں دونوں طرف شعور اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ خدمت کرنے والوں کو اس بات پر آمادہ کرنا ہوگا کہ وہ ہر قسم کی تفریق و تمیز سے بالاتر ہو کر محض انسانیت کی بنیاد پر خدمت کریں اور یہ تفریق نہ کی جائے کہ یہ مسئلہ شیعہ یا سنی مسئلہ ہے، یہ حادثہ دیوبندی یا بریلوی حادثہ ہے، اس علاقے اور اس خطے میں فلاں قوم و قبیلے، رنگ و نسل اور مسلک سے وابستہ لوگ رہتے ہیں۔ اسی طرح متاثرہ فریق کو بھی یہ بات خوب اچھی طرح باور کروانے کی ضرورت ہے کہ ایمبولنس پر معمار ٹرسٹ کا لوگو لگا ہو یا جماعت الدعوۃ کا، فرسٹ ایڈ کا کیمپ المصطفیٰ نے لگایا ہو یا الخدمت نے، خدمت کرنے والے رضاکار کے سینے پر ریڈ کراس کا نشان ہو یا ہلال احمر کا ان میں کوئی تفریق نہیں ہونی چاہئے نہ وہ کیمپ اکھاڑنے کی بات ہونی چاہئے اور نہ ہی ایمبولنسوں کو جلانے کے منصوبے بننے چاہئیں۔

ہمیں اپنے کلچر، ماضی کے تجربات، لوگوں کے مزاج اور علاقائی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات ذہن نشین رکھنی ہے کہ یہ معاملہ اتنا سیدھا، آسان اور سادہ نہیں بلکہ اس پر بہت کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے یہ مناسب ہوگا کہ ICRC جیسا کوئی ادارہ تمام مکاتب فکر کی سرکردہ شخصیات، تمام طبقات کے نمائندگان اور تمام اسٹیک ہولڈرز کو کسی فورم پر جمع کرے۔ اس بات پر اتفاق رائے پیدا کرنے اور کسی معاہدے پر دستخط کروانے کی راہ ہموار کی جائے کہ خدمت اور ریسکیو و ریلیف کا کام ہر قسم کی تفریق سے بالاتر ہو کر کیا جائے گا اور اس معاہدے کی بہت زیادہ تشہیر کی جائے، تمام مکاتب فکر کی سرکردہ شخصیات اپنے اپنے فالوورز کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ خدمت کے معاملے میں ہر قسم کی تفریق سے بالاتر ہو جائیں اور اپنے رویوں میں مثبت تبدیلی لانے کی فکر کریں۔

اسی طرح خدمت کے عمل کو آزادانہ اور غیر جانبدارانہ بنانے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ خدمت کی آڑ میں کسی قسم کی منفی سرگرمی نہ ہونے پائے جیسا کہ ہمارے ہاں پولیو ویکسینیشن کی آڑ میں جو کچھ کیا گیا اس نے خدمت اور فلاح و بہبود کے پورے عمل پر سوالیہ نشان کھڑا کر دیا، اسی طرح این جی اوز اور فلاحی و رفاہی اداروں کے شیلٹر تلے سے جو مشکوک افراد پکڑے گئے یا جو لوگ ملکی سلامتی کے حوالے سے مشکوک سرگرمیوں کے مرتکب پائے گئے ان کے اس عمل نے بھی انسانیت کی خدمت اور فلاح و بہبود کے محاذ پر کام کرنے والوں کے لیے خاصی مشکلات پیدا کی ہیں جبکہ دوسری طرف حکومتوں سے لے کر عام آدمی کا رویہ بھی اصلاح طلب ہے کہ ہم ہر کسی کو شکیل آفریدی سمجھنے لگتے ہیں، ہر کسی کو غیروں کا ایجنٹ اور آلہ کار قرار دیتے ہیں، ہمیں دونوں اطراف کے لوگوں کو اس بات پر قائل کرنا ہوگا کہ جب تک ہم اپنا زاویہ نگاہ نہیں بدلیں گے تب تک بات نہیں بن پائے گی۔ ☆☆

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے قریبی عزیز، سابق قادیانی مربی

جناب محمد نذیر کے قبولِ اسلام کی سرگزشت

قسط:۵

منصور اصغر راجہ

اسلام قبول کرنے والے سابق قادیانی مربی محمد نذیر نے بتایا کہ:

بیٹی کی بازیابی کے بعد اگلے تین روز تک مجھے جماعت احمدیہ کے دفتر عمومی بلوایا جاتا رہا، جہاں دفتر عمومی کا کارِ خاص ناصر بلوچ مجھے یہ دھمکی آمیز پیغام دیتا کہ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ اب بھی وقت ہے کہ تم سدھر جاؤ، لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ ان کی تین روزہ ''نصیحت'' کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوا تو اگلے ہی روز مجھے اپنے گھر سے اٹھا کر تھانہ چناب نگر کی حوالات میں پہنچا دیا گیا۔ ساری شام اسی اُدھیڑ بن میں گزری کہ مجھے کس الزام کے تحت یہاں لایا گیا ہے؟ جب گھڑی نے رات کے گیارہ بجائے تو ایک اہل کار مجھے حوالات سے نکال کر تھانے کے ایک الگ کمرے میں لے گیا، کمرے میں قدم رکھتے ہی میں نے دیکھا کہ صدر دفتر عمومی اللہ بخش صادق قادیانی نواز ڈی ایس پی سعید اختر قلق، مقامی ایس ایچ او یاسر ہنسوتہ، چوکی انچارج چوہدری اصغر، صدر محلہ باب الابواب نذیر احمد شیشے والا اور ناصر بلوچ سامنے ہی کرسیوں پر ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے بیٹھے تھے۔ ان لوگوں نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں تحریری طور پر یہ الزام قبول کروں کہ میری بیٹی کا اغوا ایک خود ساختہ ڈرامہ تھا اور میں نے اسے خود اغوا کرایا تھا۔ میں نے یہ سب لکھ کر دینے سے انکار کر دیا۔ میرا انکار سنتے ہی میرے اردگرد کھڑے پولیس اہل کار مجھ پر پل پڑے انہوں نے مجھے مکمل طور پر برہنہ کرنے کے بعد الٹا لٹایا اور چھترول شروع کر دی، ایک اہل کار بآواز بلند گنتی کر رہا تھا اور باقی مجھے مار رہے تھے۔ انہوں نے گن کر مجھے ۱۰۰ لتر مارے، ۴۰ کے بعد میں درد اور تکلیف سے قدرے بے نیاز ہو گیا، گنتی پوری ہونے کے بعد انہوں نے مجھے ڈنڈا ڈولی کرتے ہوئے اٹھایا اور لا کر حوالات میں پھینک دیا۔ میری حالت دیکھ کر وہاں بند دیگر حوالاتی بھی سہم گئے۔ ہمارے علاقے کا نامی گرامی چور ''یارو موچی'' بھی اس وقت حوالات میں بند تھا، اس نے میرا سارا جسم دبایا، سنتری سے کہہ سن کر تھوڑا سا تیل منگوایا اور مجھے مالش کی، دو ڈھائی گھنٹے بعد میرے حواس بحال ہوئے اور میں اٹھ کر بیٹھنے کے قابل ہوا، لیکن یہ تو ابھی ابتدا تھی، مجھے چار روز تک حوالات میں بند رکھا گیا۔ اس دوران پولیس نے مجھ پر تشدد کا ہر حربہ آزمایا، وہ بار بار مجھے منجی (چارپائی) پر چڑھاتے تھے۔ چارپائی الٹی کر کے وہ میرے ہاتھ پاؤں چاروں پایوں کے ساتھ باندھ کر چارپائی سیدھی کر دیتے۔ ہاتھ پاؤں بندھے ہونے کی وجہ سے سارا زور میرے جسم پر پڑتا تو مجھے ایسے لگتا کہ میرے جسم کا ایک ایک جوڑ الگ ہو رہا ہے۔ یہ اس قدر تکلیف دہ عمل تھا کہ میں چند منٹ ہی برداشت کر پاتا۔ ان چار دنوں میں بار بار میرے جسم کو سگریٹوں سے جلایا جاتا رہا، لوہے کے سریئے کو آگ میں گرم کر کے میری پنڈلیوں کو داغا جاتا جس کے نشان اب تک موجود ہیں۔ میری رانوں پر رولر پھیرا جاتا جس کے باعث میری چیخوں سے سارا تھانہ گونج اٹھتا، لیکن مجھ پر تشدد کرنے والے میری چیخ و پکار سے محظوظ ہوتے اور ان کا ایک ہی مطالبہ ہوتا کہ میں اپنی جاں بخشی چاہتا ہوں تو انہیں لکھ کر دوں کہ اپنی بیٹی کے اغوا کا ذمہ دار میں خود ہوں، لیکن اس قدر مار کھانے کے بعد بھی میں یہ الزام قبول نہ کر سکا یارو موچی مجھے کہتا تھا کہ: پولیس کے تشدد کو سب سے زیادہ چور برداشت کرتا ہے، کیونکہ وہ مار کھانے کا عادی ہوتا ہے لیکن جتنا تشدد تم پر ہوا ہے اگر مجھ پر ہوتا تو شاید میں بھی برداشت نہ کر پاتا۔ دراصل یارو موچی اصل بات سے واقف نہیں تھا کہ مجھ پر یہ تشدد کیوں ہو رہا تھا۔ بیٹی کے اغوا کا الزام تو محض ایک بہانہ تھا، اصل جرم تو جماعت احمدیہ سے میری بغاوت تھی، میں چونکہ اصل معاملے سے بخوبی واقف تھا، اسی لئے پولیس کا ہر ستم میرا حوصلہ بڑھاتا رہا اور میں اپنے موقف میں مزید پختہ ہوتا چلا گیا۔ جماعت احمدیہ کے خلاف میرے دل میں نفرت بڑھتی رہی۔ اس دوران میری تذلیل کا بھی خوب انتظام کیا گیا۔ چناب نگر کے مختلف گھرانوں کے لوگ اپنے بچوں سمیت تھانہ

چناب نگر آ گئے، مجھے حوالات میں بے یار و مددگار پڑا دیکھ کر ہنستے مسکراتے، مجھ پر آوازے کستے، تمسخر اڑاتے اور مجھ پر باقاعدہ لعنت بھیج کر واپس چلے جاتے، کچھ "خیر خواہ" مجھے واپس لوٹ آنے اور ایک اطاعت گزار احمدی بن کر زندگی گزارنے کا "مشورہ" بھی دیتے۔ یہ ساری صورت حال میرے لئے انتہائی تکلیف دہ تھی، کیونکہ میرا تعلق ایک انتہائی بااثر قادیانی گھرانے سے تھا۔ میرے گھرانے کے اثر و رسوخ کا اندازہ کرنے کے لئے یہ ایک مثال ہی کافی ہے کہ ۱۹۸۸ء میں میرے بڑے بھائی محمد رفیع کی جھنگ میں جوتوں کی دکان ہوا کرتی تھی، انہوں نے جوتے رکھنے والے شوکیس کے باہر شیشے پر کلمہ طیبہ کا اسٹیکر لگا رکھا تھا، چونکہ امتناع قادیانیت آرڈی ننس ۱۹۸۴ء کے تحت یہ قانوناً جرم ہے، اس لئے کسی مقامی مسلمان کی شکایت پر ایک مجسٹریٹ نے ہماری دکان پر چھاپہ مارا، اس "گستاخی" پر میرے بڑے بھائی نے اس مجسٹریٹ کو بھرے بازار میں تھپڑ مارے تھے۔ پولیس بھائی کو تھانے لے گئی۔ ڈاکٹر عبدالسلام اُن دنوں برطانیہ میں تھے، گھر والوں نے ان سے رابطہ کیا، انہوں نے وہاں سے ایس پی جھنگ کو فون کیا اور آدھے گھنٹے بعد پولیس میرے بھائی کو عزت و احترام کے ساتھ گھر چھوڑ گئی۔ اس گھرانے کا ایک چشم و چراغ آج بے بسی کے عالم میں تھا، چناب نگر کی حوالات میں پڑا تھا۔ اپنی اس بے بسی پر اگرچہ میری آنکھیں بھیگ جاتیں، لیکن یہ سوچ کر دل کو ایک گونہ اطمینان بھی ہوتا کہ مجھ پر ہونے والے اس ظلم و تشدد کی وجہ میرا کسی اخلاقی جرم میں مبتلا ہونا نہیں ہے بلکہ مجھے جماعت احمدیہ سے بغاوت اور قادیانیت سے نفرت کے جرم میں اس آزمائش سے گزرنا پڑ رہا ہے، یہی وہ سوچ تھی جو مجھے پولیس کا تشدد برداشت کرنے کا حوصلہ دیتی تھی۔ حوالات میں گزرنے والے وہ چار دن انتہائی صبر آزما تھے۔ اس دوران مجھے بھوکا پیاسا رکھا گیا، دیگر حوالاتیوں کی روٹی میں سے جو چند ٹکڑے بچتے، میں انہیں پانی کے ساتھ نگل لیتا، سب سے زیادہ تکلیف دہ بات یہ تھی کہ مصیبت کی اس گھڑی میں میرے اپنوں نے بھی مجھ سے منہ موڑ لیا تھا، والدین، بہن بھائی، اہلیہ اور سسرال والے مجھے چھوڑ کر جماعت کے ساتھ کھڑے ہو گئے، وہ سب میرے حالات سے مکمل طور پر باخبر تھے، لیکن اس کے باوجود وہ اس سارے معاملے سے لاتعلق رہے، انہوں نے پولیس سے کوئی رابطہ کیا نہ تھانے آ کر مجھ سے ملنے کی کوشش کی، ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے میں ان کے لئے مر چکا ہوں۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا تھا کہ مجھ پر بیٹی کے اغوا کا الزام محض ایک فریب تھا، اصل معاملہ تو کچھ اور تھا، اسی لئے میرے گھر والوں حتیٰ کہ میری بیوی نے بھی میرے کیس میں کوئی دلچسپی نہ لی، بلکہ اس معاملے سے لاتعلق رہ کر انہوں نے جماعت سے اپنی وفاداری کا ثبوت دیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس وقت تک میں نے قادیانیت سے تائب ہونے اور اسلام قبول کرنے کا اعلان نہیں کیا تھا، صرف جماعت سے عملاً علیحدگی اختیار کی تھی، لیکن میرا یہ جرم بھی گھر والوں کے لئے قابل قبول تھا نہ جماعت احمدیہ کے لئے۔ اس دوران میرے ایک وکیل دوست سید زید محسن کاظمی ایڈووکیٹ کو میرے حالات کی خبر ہوئی تو انہوں نے میری بازیابی کے لئے عدالتی حلیف کا پروگرام بنایا۔ کسی طرح چناب نگر پولیس کو بھی اس کی خبر ہو گئی، تو انہوں نے فوری طور پر میرے خلاف اغوا کا جھوٹا مقدمہ درج کر کے اگلے روز ریمانڈ کے لئے مجھے ایڈیشنل سیشن جج چنیوٹ عقیل نذیر کی عدالت میں پیش کر دیا، میری اس وقت یہ حالت تھی کہ مجھ سے ٹھیک طرح سے چلا بھی نہیں جا رہا تھا۔ میرے ساتھ آنے والے دو پولیس اہل کاروں نے مجھے بازوؤں سے پکڑ کر کٹہرے میں کھڑا کر دیا۔ جج صاحب نے مجھے میری طرف دیکھا اور مجھ سے کچھ پوچھا۔ میں چند ثانیے ان کی طرف دیکھتا رہا اور پھر ایک عجیب سی حرکت کی۔ میری اس حرکت پر جہاں جج صاحب کے چہرے پر غصے کے آثار نمودار ہوئے وہاں مجھے عدالت لانے والے سب انسپکٹر اور دو سپاہیوں کے رنگ بھی فق ہو گئے اور میرے پیچھے کھڑے سب انسپکٹر نے بھری عدالت میں اوئے اوئے کرتے ہوئے میری گدی پر ایک زوردار تھپڑ رسید کیا۔"

(جاری ہے)

اظہار تعزیت

لاہور..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دیرینہ ساتھی ماہر تعلیم اور مشہور شاعر، شاعر ختم نبوت طالب اعوان مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ وہ مختلف اخبارات و رسائل میں اپنا شاعرانہ کلام لکھتے رہے ہیں۔ حضرت سید نفیس الحسینی شاہ سے قلبی و اصلاحی تعلق تھا، مرحوم جب بڑے بڑے پروگراموں میں اکابرین ختم نبوت کی موجودگی اپنا شاعرانہ کلام پڑھتے تو سامعین پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ پوری زندگی اپنی شاعری کے ذریعے عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کیا۔ مرحوم نے حمد و نعت، عظمت اہل بیت و صحابہ کرام مختلف شخصیات پر بہت عمدہ انداز میں ایک شعری مجموعہ "نوائے الم" کے نام سے لکھا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا عمر حیات، مولانا عبدالنعیم نے ان کی وفات پر گہرے غم اور دکھ کا اظہار کیا ہے اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کرتے ہوئے کہا ہے کہ طالب اعوان کی وفات سے ملک عزیز ایک عظیم شاعر سے محروم ہو گیا ہے۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

تبلیغی و دعوتی اسفار!

ادارہ

خطبہ جمعہ جامع مسجد عیدگاہ آرائے بازار لاہور:

آرائے بازار لاہور کینٹ میں اہل حق کی عیدگاہ اور مظاہر العلوم کے نام سے مدرسہ ہے۔ یہ سن کر بہت خوشی ہوئی۔ مدرسہ میں دورۂ حدیث شریف اور تخصص فی الفقہ تک تمام علوم عالیہ اور آلیہ کی تعلیم دی جاتی ہے اور دورۂ حدیث شریف میں بارہ علماء کرام زیر تعلیم ہیں۔

قاری محمد امین کی تشریف آوری اور ملاقات:

قاری محمد امین زید مجدہ بنیادی طور پر رستاقواں کوٹ ادو کے رہنے والے ہیں، آج کل ایئرپورٹ لاہور کی ایک مسجد میں خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ موصوف کے بڑے بھائی مولانا قاری اللہ بخش قاسمی ایک عرصہ تک میاں چنوں میں خطیب رہے اور درمیانے بھائی مولانا قاری دین محمد ثاقب جامعہ زین العابدین کے نام سے پسرور کے علاقہ میں ڈیلی شہر کے پل سے متصل بنات اور بنین کا مدرسہ چلا رہے ہیں، قاری دین محمد ثاقب، قاری محمد امین جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے فاضل ہیں۔

مولانا فضل الرحیم مدظلہ سے ملاقات:

جامعہ اشرفیہ لاہور کے نائب مہتمم مولانا فضل الرحیم اشرفی مدظلہ کے حکم پر مولانا عزیز الرحمن ثانی کی معیت میں ان کے دفتر میں ملاقات کی اور انہیں چناب نگر کانفرنس منعقدہ ۲۳، ۲۴ر اکتوبر میں شرکت کے لئے دعوت نامہ پیش کیا جسے حضرت مولانا نے بہت ہی خوشی سے قبول فرمایا۔ نیز جامعہ کے ناظم حافظ اسعد عبید زید مجدہ سے بھی ملاقات کی اور شیزان لمیٹڈ کے نام پر شیزان بیکرز کے مالک ''ذیشان'' کی طرف سے اشتہارات چھپنے پر ان سے بازپرس سے متعلق حافظ صاحب سے درخواست کی۔ انہوں نے کہا کہ میں انشاء العزیز ۵ر اکتوبر کو ہونے والی ملاقات میں بات کروں گا۔

مدینہ مسجد سیکٹر A-2 ٹاؤن شپ میں درس:

برادر عزیز مولانا عبدالنعیم نعمانی سلمہ کی معیت میں بعد نماز مغرب مدینہ مسجد میں قربانی کی تاریخ، فضائل، مسائل اور پس منظر پر روشنی ڈالی۔ نیز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تبلیغی مساعی جمیلہ پر روشنی ڈالی، یہ بیان پون گھنٹہ رہا۔

جامع مسجد نمرہ مصطفیٰ ٹاؤن میں درس:

مولانا عظمت حیات جامعہ قاسمیہ رحمن پورہ لاہور کے مدرس اور جامع مسجد نمرہ کے خطیب ہیں، ان کی دعوت پر عشاء سے قبل اور مغرب کی نماز کے بعد ''قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا'' کے عنوان پر درس ہوا۔ راقم نے عرض کیا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کے نبی، تمام جہانوں کے نبی اور تمام مخلوقات کی طرف نبی بن کر آئے۔ آپ کے بعد جو آدمی نبوت کا دعویٰ کرے یا ایسے آدمی کو نبی مانے، وہ کافر ہے اور جو ایسے کافر کو کافر نہ مانے وہ بھی کافر ہے۔ حضرت قاضی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان بھی انسان اور کافر بھی، جو کسی مدعی نبوت کو نبی مانے تو مدعی نبوت اور اسے نبی ماننے والے دائرۂ انسانیت سے خارج ہیں، مرزا قادیانی کا شعر ہے:

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ میں آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

گویا مرزا قادیانی نے تسلیم کیا ہے کہ وہ انسان زادہ نہیں بلکہ انسان کی نفرت اور عار والی جگہ ہے۔

درس کے بعد ظہیر احمد بٹ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مولانا جالندھریؒ، حضرت قاضی صاحبؒ، مولانا لال حسین اخترؒ سے متعلق بہت ہی ایمان افروز واقعات سنائے۔

عیدالاضحیٰ کا خطبہ جامع مسجد عائشہ میں دیا:

حسب سابق راقم نے عیدالاضحیٰ کا خطبہ و نماز اور اس سے پہلے قربانی کے فضائل و مسائل پر مرکز ختم نبوت لاہور سے متصل جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن میں خطاب کیا۔ الحمدللہ! ہر سال مسجد عائشہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی ہے، جس میں ہزاروں مسلمان شریک ہوتے ہیں۔ مسجد ہذا میں خواجہ خواجگان مولانا خان محمد نوراللہ مرقدہ، مرشد العلماء حضرت الشیخ سید نفیس الحسینی اور تمام مکاتب فکر کے قائدین تشریف لاتے رہے۔ قرآن کریم کی درسگاہ اور مقامی بچوں کی قرآنی تعلیم کا بھی خوب نظم ہے۔ ۱۱ر ذوالحجہ مطابق ۷ر اکتوبر، ۱۲ر ذوالحجہ مطابق ۸ر اکتوبر مسجد عائشہ میں گزارے۔

آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی منتظمہ کا اجلاس:

۱۳ر ذوالحجہ مطابق ۹ر اکتوبر آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کی منتظمہ کا اجلاس صبح ۱۱ بجے جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی میں منعقد ہوا، جس میں مولانا غلام حسین جھنگ، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا غلام رسول، مولانا محمد احمد، مولانا صغیر احمد، مولانا محمد علی، مولانا عزیز الرحمن ثانی، لاہور، مولانا محمد [illegible] عابد

سرگودھا، مولانا محمد اقبال ڈیرہ غازی خان، مولانا قاضی عبدالخالق مظفر گڑھ، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر، مولانا محمد قاسم سیوطی منڈی بہاؤالدین، مولانا محمد عارف شامی گوجرانولہ، مولانا عبدالرشید غازی فیصل آباد، مولانا محمد وسیم چناب نگر، مولانا عبدالستار حیدر خوشاب، مولانا عبدالستار گورسانی خانیوال، مولانا حمزہ لقمان بھکر، مولانا ریاض احمد ڈوشیخوپورہ، قاری محمد اصغر، مولانا محمد علی صدیقی میرپور خاص اور راقم الحروف نے شرکت کی۔

سابقہ حلقہ جات کے مطابق تمام مبلغین کی ڈیوٹیاں لگائی گئیں کہ وہ چنیوٹ کے مضافاتی اضلاع سرگودھا، حافظ آباد، شیخوپورہ، خوشاب، فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ، اور جھنگ کے تمام بڑے اور چھوٹے شہروں کا تفصیلی دورہ کریں، ہر نماز کے بعد مساجد میں بیان واعلان کریں۔ اشتہارات اور اسٹیکرز اپنی نگرانی میں لگوائیں، نیز تمام رفقاء کو بینرز بھی ''حصہ بقدر جثہ'' دیے گئے۔ مولانا محمد اسحاق ساقی بہاولپور، مولانا عبدالرزاق مجاہد اوکاڑہ بعد میں تشریف لائے اور اپنے حلقوں میں تشریف لے گئے۔ راقم الحروف نے رات مرکز ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں گزاری۔

خطبہ جمعہ جامع مسجد نور عبداللہ پور:

خطبہ جمعہ جامع مسجد نور عبداللہ پور میں مولانا طاہر ریحان عباسی کی دعوت پر دیا۔ مسجد مذکور فیصل آباد کے نامور عالم دین مولانا مفتی محمد یونسؒ، جو ہمارے مولانا تاج محمودؒ کے بھی استاذ تھے، نے بنوائی۔ ہوا اس طرح کہ کسی معتقد نے مفتی صاحب کو گھر کے لئے زمین دی۔ مفتی صاحب نے تین چار مرلہ پر مکان بنوایا اور باقی زمین مسجد کے لئے وقف کی اور آج وہاں خوبصورت دو منزلہ مسجد موجود ہے اور مولانا طاہر ریحان عباسی کئی سالوں سے خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ختم نبوت کے عنوان پر مقامی مبلغ مولانا عبدالرشید غازی وقتاً فوقتاً بیان فرماتے رہتے ہیں۔ جمعہ پر تفصیلی بیان پہلی مرتبہ ہوا۔

مصطفیٰ آباد یونٹ کا اجلاس اور اس میں شرکت:

مصطفیٰ آباد کا فیصل آباد میں یونٹ خاصا متحرک ہے۔ ہر سال کانفرنس منعقد کرتا ہے اور ماہانہ میٹنگ بھی ہوتی ہے۔ بندہ کی فیصل آباد حاضری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جناب محمد حارث نے اپنے گھر مقامی کارکنوں کا اجلاس رکھا، جس میں بیس حضرات نے شرکت کی۔

راقم نے کارکنوں سے چناب نگر کانفرنس کا پس منظر، اہمیت وافادیت اور تحریک ختم نبوت میں فیصل آباد کے کردار پر روشنی ڈالی اور بتلایا کہ چناب نگر سے پہلے چنیوٹ کانفرنس میں اہلیان فیصل آباد قافلہ کی صورت میں شرکت کرتے، جو کئی بسوں پر مشتمل ہوتا۔ ایک مرتبہ قافلہ کی قیادت حاجی خلیل احمد لدھیانوی مرحوم نے کی جو پیدل کانفرنس میں شریک ہوئے، جس کا جوش اور ولولہ قابل دید تھا۔

اجلاس میں مولانا عبدالرشید غازی، مولانا خبیب احمد شاہ، مفتی محمد بلال رضا آباد، مولانا محمد عاصم، مولانا خلیل احمد، بزرگ رہنما بابا پوری، ملک محمد طاہر، محمد عابد وغیرہ نے شرکت کی۔

ختم نبوت کانفرنس پیریاں والا:

۱۵ ذوالحجہ مطابق ۱۱ اکتوبر پیریاں والا ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس سے مولانا مفتی کفایت اللہ مانسہرہ، مولانا محمد الیاس گھمن سرگودھا، مولانا غلام حسین جھنگ، مولانا عطاء اللہ نقشبندی ماموں کانجن اور راقم الحروف نے خطاب کیا۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے علماء کرام مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی، مولانا مجیب الرحمٰن لدھیانوی، مولانا خبیب احمد، مولانا سعد اللہ و دیگر حضرات نے خصوصی شرکت کی۔ قاضی امتیاز احمد بھی راقم کے ساتھ تشریف لائے، کانفرنس رات گئے جاری رہی۔

ختم نبوت فری ڈسپنسری چناب نگر کا افتتاح:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکز میں ۱۶ ذوالحجہ مطابق ۱۲ اکتوبر فری ڈسپنسری کا افتتاح ہوا۔ فیصل آباد سے نواز میڈیکل کمپلیکس کے مالک قاری ڈاکٹر محمد صولت نواز بمع رفقاء تشریف لائے۔ چناب نگر اور مضافات کے ۷۵۰ مریضوں نے استفادہ کیا۔ مریضوں کو الٹرا ساؤنڈ، ای سی جی اور دیگر ٹیسٹوں کی مفت سہولت مہیا کی گئی۔

ختم نبوت کانفرنس سلانوالی:

اسی شب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مسجد سلانوالی میں بعد نماز عشاء قاری محمد ادریس کی صدارت میں کانفرنس منعقد ہوئی، جس سے مجاہد ختم نبوت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی اور راقم نے خطاب کیا۔ کانفرنس کے انتظامات دارالعلوم

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز

گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز

دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی

فون: 32545573

الحسینیہ کے پیر افضل الحسینی، قاری محمد اکرم مدنی، مولانا محمد عمران نے رفقاء سمیت سرانجام دیئے۔ مرکز آل محمد کے اساتذہ کرام، معروف عالم، جامعہ حیات النبی کے قاری غلام مرتضیٰ، مولانا عبدالستار گورمانی نے خصوصی شرکت کی۔

مرکز آل محمد میں حاضری اور مولانا فضل الرحمن احرار کی قبر پر فاتحہ:

حضرت مولانا سید فضل الرحمن احرار، حکیم شریف الدین نے سلانوالی میں توحید وسنت اور ختم نبوت کا دیپ جلائے رکھا۔ شاہ صاحب کے فرزند گرامی مولانا سید خالد مسعود گیلانی نے مرکز آل محمد میں جامعہ ختم نبوت قائم کیا، موصوف تو بیرون ملک کے سفر پر تھے، ان کے رفقاء نے جامعہ میں حاضری کی فرمائش کی تو راقم نے مولانا عبدالستار گورمانی اور قاری محمد اکرم مدنی کی معیت میں جامعہ اور مولانا سید فضل الرحمن شاہ احرار کی قبر مبارک پر حاضری دی اور فاتحہ پڑھی۔ موصوف پُرجوش مبلغ تھے، چناب نگر اور اس سے قبل چنیوٹ کی ختم نبوت کانفرنسوں میں تشریف لاتے رہے اور مجاہدانہ خطاب فرماتے۔

چک منگلہ میں قادر بخش قادیانی سے گفتگو:

سلانوالی سے بارہ تیرہ کلومیٹر کے فاصلہ پر چک منگلہ ہے، جس میں حضرت مولانا حسین علی واں بھچروی کے شاگرد مولانا منور دین ہوتے تھے۔ توحید کے نام پر کام شروع کیا، سید عنایت اللہ شاہ بخاری اور مولانا غلام اللہ خان کو بلاتے رہے۔ آگے چل کر حیات مسیح علیہ السلام کا انکار کردیا، جس کی وجہ سے قادیانیت کو پنپنے کا موقع مل گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے آدھا گاؤں قادیانیت کی زد میں چلا گیا۔ علماء کرام کی محنت سے مولوی صاحب، موصوف تو توبہ تائب ہوگئے، لیکن ان کی وجہ سے جو لوگ قادیانی ہوئے تھے، آج وہ اور ان کی اولادیں قادیانی ہیں۔

ایک نوجوان عالم دین مولانا فضل الرحمن منگلہ چک کے ہی باسی ہیں، انہوں نے تقاضا کیا کہ میرے ننھیال میں ایک بابا قادر بخش اور ان کے فرزندان سے میری گفتگو ہوتی رہتی ہے، وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی عالم دین میرے شکوک وشبہات کا ازالہ کردیں تو میں اسلام قبول کرلوں گا، تو بندہ نے حامی بھرلی کہ سلانوالی سے شاہ نکدر جاتے ہوئے تھوڑی دیر حاضر ہوجاؤں گا، چنانچہ ۱۳؍اکتوبر ساڑھے گیارہ بجے سے سوا ایک بجے تک گفتگو جاری رہی۔ بابا قادر بخش نے قادیانیوں کے وہی گھسے پٹے سوالات کئے، جس کا بندہ نے تسلی بخش جواب دیا، لیکن اسی سالہ جراثیم ایک ڈوز (خوراک) سے ختم نہیں ہوسکتے۔ بابا نے کہا کہ آج کل بہت ہی مصروف ہوں، انشاء اللہ! بہت جلد دوبارہ رابطہ کروں گا، مجھ سے فون نمبر مانگا تو میں نے لکھوادیا۔

شاہ نکدر میں خطاب:

اسی روز بعد نماز ظہر مدرسہ عربیہ شاہ نکدر میں مولانا حافظ غلام حسین جھنگوی اور راقم الحروف کا بیان ہوا اور چناب نگر کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔

شاہ جیونہ میں درس:

عصر کی نماز کے بعد شاہ جیونہ منڈی میں جامع مسجد عثمانیہ میں راقم الحروف کا بیان ہوا اور کانفرنس کے لئے دعوت دی۔

جھنگ میں بیان:

بعد نماز عشاء جامع مسجد ٹھنڈی جھنگ سٹی میں مولانا غلام سرور کی دعوت پر بیان ہوا، جس میں جھنگ سٹی کے علماء کرام نے بھرپور شرکت کی۔

شورکوٹ شہر کے کارکنوں کا اجلاس:

دارالعلوم جامعہ عثمانیہ شورکوٹ سٹی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں، عہدیداروں کا اجلاس ۱۴؍اکتوبر بعد نماز ظہر مولانا محمد زاہد انور کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں دو درجن سے زائد علماء کرام اور کارکنان مجلس نے شرکت کی۔ اجلاس میں مولانا غلام حسین جھنگ نے کانفرنس کی اہمیت اور اس میں شرکت کی دعوت دی۔ آخری بیان راقم الحروف کا ہوا۔ راقم نے کہا کہ قادیان کانفرنس، چنیوٹ کانفرنسوں کے بعد ۱۹۸۲ء سے چناب نگر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا آغاز ہوا، یہ ۳۳ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس ہے جو ۲۳،۲۲؍اکتوبر کو منعقد ہوگی، چنانچہ قافلہ کی صورت میں جامعہ عثمانیہ سے شرکت کا طے کیا گیا۔

شورکوٹ کینٹ میں جلسے سے خطاب:

۱۴؍اکتوبر بعد نماز مغرب مکی مسجد شورکوٹ کینٹ میں جلسہ منعقد ہوا۔ مولانا غلام حسین اور راقم نے خطاب کیا۔ سامعین نے شرکت کی۔ رات گئے براستہ ٹوبہ جھنگ واپسی ہوئی۔ (جاری ہے)

ESTD 1880

ABDULLAH BROTHERS SONARA

عبداللہ برادرز سونارا

Formerly: H. Elyas Sonara

Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

مرزا غلام احمد قادیانی

ایک نفسیاتی تجزیہ

دوسری قسط

پروفیسر ارشد جاوید

مرزا صاحب ایک نفسیاتی مریض:

اگر پیرانائے کے مرض کی علامات کا سرسری جائزہ لیا جائے تو ہم دیکھیں گے کہ اس مرض کی کم و بیش تمام علامات مرزا صاحب میں موجود تھیں، مثلاً:

ا۔۔۔ ''تمام مریضوں کی طرح مرزا صاحب کے تمام دعوے خوب منظم اور اکثر مریضوں کی طرح ایک ہی مرکزی خیال کہ وہ دنیا کی اصلاح کے لئے خدا کی طرف سے مامور ہیں کے گرد گھومتے ہیں۔ مرزا صاحب پہلے ایک مصلح کی حیثیت سے سامنے آئے پھر محدث اور مجدد ہونے کا دعویٰ کیا، بعد ازاں مثیل مسیح، مسیح موعود اور آخر کار نبوت کا اعلان کر دیا، ان تمام دعوؤں کا مرکزی خیال ایک ہی ہے کہ وہ خدا کی طرف سے دنیا کی اصلاح کے لئے مامور ہیں، اگرچہ بیماری کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ ان کا دعویٰ بھی بڑھتا گیا۔''

۲۔۔۔ ''مرزا صاحب کے دعوے اگرچہ مربوط، مدلل اور ایک ہی مرکزی خیال کے گرد گھومتے تھے مگر اکثر مریضوں کی طرح ان کے دعوے کافی پیچیدہ اور اُلجھے ہوئے تھے، ان کے اُلجھاؤ کا اندازہ اس امر سے بخوبی ہوتا ہے کہ وہ کبھی اپنے آپ کو مصلح اور محدث کہتے ہیں اور کبھی مجدد، کبھی مثیل مسیح اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور کبھی نبی ہونے کا حتیٰ کہ کبھی کرشن اور گوپال ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔''

(ملفوظات احمدیہ ۱۴۲/۴)

''مرزا صاحب کے دعووں کی پیچیدگی ان کے بعض الہامات سے مزید ظاہر ہوتی ہے، مثلاً مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بذریعہ اس الہام مجھے مریم سے عیسیٰ بنادیا گیا، پس اس طرح میں ابن مریم ٹھہرا۔''

(کشتی نوح ص: ۴۷)

یعنی پہلے مریم بنے پھر خود ہی حاملہ ہوئے پھر اپنے پیٹ سے آپ عیسیٰ ابن مریم بن کر تولد ہوگئے۔

۳۔۔۔ ''اکثر مریضوں کی طرح مرزا صاحب کو یہ بیماری یک بارگی لاحق نہیں ہوئی بلکہ مرزا صاحب اس بیماری میں آہستہ آہستہ گرفتار ہوتے گئے۔ چنانچہ مرزا صاحب نے نبوت کا اعلان یک لخت نہیں کیا، بلکہ پہلے پہل وہ ایک مبلغ اور مصلح کی حیثیت سے سامنے آئے۔'' (براہین احمدیہ ۳/۲۳۸)

پھر محدث ہونے کا اعلان کیا، لکھتے ہیں:

''نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدث کا دعویٰ ہے۔''

(ازالہ اوہام ص: ۴۲۱)

۱۸۸۴ء میں مجدد ہونے کا اعلان کیا، چنانچہ ان کے بقول: ''اور مصنف کو بھی اس بات کا علم دیا گیا کہ وہ مجدد وقت ہے۔''

(تبلیغ رسالت: ۱/۱۵)

پھر مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا، فرماتے ہیں: ''مجھے فقط مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔''

(اشتہار مرزا صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت: ۲/۲۱)

۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا، چنانچہ رقم طراز ہیں: ''میں مسیح موعود ہوں۔''

(ازالہ اوہام ص: ۱۸۲)

حتیٰ کہ آخر کار مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء میں نبوت و رسالت کا دعویٰ کر دیا، فرماتے ہیں:

''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' (دافع البلاء ص: ۱۱/۱۰)

''اس نبوت میں نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا، دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔'' (حقیقۃ الوحی ص: ۳۹۱)

مختصر یہ کہ مرزا صاحب کے مذہبی خبط عظمت کے وہ دعوے جو تقریباً ۱۸۷۹ء میں شروع ہوئے، بڑھتے بڑھتے ۱۹۰۱ء میں نبوت کے دعویٰ پر منتج ہوئے۔ مرزا صاحب تحریر کرتے ہیں:

''حال یہ ہے کہ اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو الہام ہو رہے ہیں، اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آگیا ہے۔''

(خط مرزا صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان، ج:۳، مورخہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

۴۔۔۔ ''بعض مریضوں کی طرح آپ کو سمعی اور بصری واہمے (Hellucinations) آتے تھے، انہیں آوازیں سنائی دیتی تھیں اور لوگ نظر آتے تھے، چنانچہ لکھتے ہیں:

''میرے پاس جبرائیل آیا اور اس نے مجھے چن لیا۔'' (مواہب الرحمن ص: ۴۳)

''بعض اوقات دیر دیر تک خدا مجھ سے باتیں کرتا رہتا۔''

(سیرۃ المہدی از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد: ۱۱/۵۸)

۵۔۔۔ مذہبی خبط عظمت میں مریض محسوس کرتا ہے

اور دعویٰ بھی کرتا ہے کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے اور اسے الہامات ہوتے ہیں۔ مرزا صاحب نے اپنی تصنیفات میں جگہ جگہ اپنی وحی اور الہامات کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً:

"یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اس بندے پر نازل فرمایا۔" (سراج منیر، ص:۳۰۲)

"بیس سال سے متواتر اس عاجز پر الہام ہوا ہے۔" (خط مرزا صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان، ج:۳ نمبر:۲۹ مورخہ ۱۷ راگست ۱۸۹۹ء)

"مجھے اپنی وحی پر ایسا ایمان ہے جیسا کہ تورات اور انجیل اور قرآن پر۔"

(اربعین نمبر۴، ص:۲۵)

۶:... جیسا کہ قبل ازیں بتایا جاچکا ہے کہ مذہبی خبط عظمت کا مریض سمجھتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اللہ کا منتخب بندہ اور اس کا برگزیدہ خادم ہے۔ خدا نے دنیا کی اصلاح کے لئے اسے بھیجا ہے، ایسے لوگ نئے نئے دین وضع کرتے ہیں، مذہبی کتابوں اور اصطلاحوں کی نئی نئی تفسیریں ایجاد کرتے ہیں تاکہ انہیں اپنے تصورات کے مطابق ڈھال لیں۔

مرزا صاحب چونکہ مذہبی خبط عظمت کے مریض تھے، چنانچہ ان کے دعوے بالکل اسی نوعیت کے تھے مثلاً:

"خدا نے مجھے امام اور رہبر مقرر فرمایا۔"

(اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت، ص:۸۲)

براہین احمدیہ میں اپنی ذات کے متعلق بار بار اظہار کرتے ہیں کہ:

"وہ دنیا کی اصلاح اور اسلام کی دعوت کے لئے خدا کی طرف سے مامور اور عصر حاضر کے مجدد ہیں اور ان کو حضرت مسیح سے مماثلت ہے۔" (سیرۃ المہدی از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد، حصہ اول، ص:۲۹)

چنانچہ مرزا صاحب نے ایک نیا دین وضع کیا اور نبی بن گئے۔ اس کے لئے قرآن وحدیث کی عجیب وغریب تشریح اور تفسیر کی جو کہ نہ صرف علماء امت کے اجماع کے خلاف ہے بلکہ ان کے اپنے ابتدائی خیالات کے بھی برعکس ہے۔ مثلاً ابتدا میں آپ ختم نبوت کے قائل تھے اور ختم نبوت کے منکر کو کافر سمجھتے تھے، چنانچہ لکھتے ہیں:

"قرآن کریم بعد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔"

(ازالہ اوہام، ص:۲۶۱)

"اللہ کو شایان شان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہیں شایان کہ سلسلۂ نبوت کو دوبارہ شروع کردے، بعد اس کے کہ اسے قطع کرچکا ہو۔" (آئینہ کمالات اسلام، ص:۳۷۷)

"ہم اس بات کے قائل ہیں اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا۔" (سراج منیر، ص:۳۰۲)

چنانچہ بعدازاں جب مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو لفظ ختم نبوت کی عجیب وغریب تعبیر اور تفسیر کی اور اس کو اپنے تصورات کے مطابق ڈھال لیا، چنانچہ لکھتے ہیں:

''وہ (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم) ان معنوں میں خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت اُن پر ختم ہیں، یعنی ''خاتم النبیین'' کے معنی آخری نبی کے نہیں بلکہ افضل النبیین کے ہیں۔ اس طرح نبوت کا دروازہ تو کھلا ہوا ہے البتہ کمالات نبویہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئے۔'' (چشمہ معرفت، ص:۹)

مرزا صاحب نے اپنی نبوت اور رسالت کے لئے ایک دلچسپ تاویل کی، لکھتے ہیں:

''مجھے بروزی صورت میں نبی اور رسول بنایا ہے اور اس بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا، مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہیں بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اس لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا، پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی، محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔''

(ایک غلطی کا ازالہ، ص:۱۲)

۷:... اس مرض کے عام مریضوں کی طرح مرزا صاحب کو بھی یہ مرض ۳۰ سال کے بعد عمر کے دوسرے حصہ میں لاحق ہوا، آپ ۴۰-۱۸۳۹ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۹۱ء میں پہلی مرتبہ اپنی تصنیف ''فتح الاسلام'' میں مثیل مسیح اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ بعدازاں ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔

۸:... خبط عظمت کے دوسرے مریضوں کی مانند مرزا صاحب بھی بہت حساس تھے، اپنے خلاف تنقید ہرگز برداشت نہ کرسکتے تھے۔ چنانچہ اس دور کے جن علماء نے ان کے دعویٰ نبوت پر تنقید کی، وہ ان پر برس پڑے حتیٰ کہ گالی گلوچ پر اتر آئے۔ مثلاً مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے متعلق لکھتے ہیں:

''کفن فروش، خبیث، سور، گو خور۔''

(اعجاز احمدی، ص:۲۳، الہامات از مرزا شیخ الاسلام، ص:۱۲۲ حاشیہ)

مولانا سعد اللہ لدھیانویؒ کے متعلق فرماتے ہیں:

''غول لئیم، فاسق، ملعون، نطفہ، غبار، خبیث، کنجری کا بیٹا۔''

(انجام آتھم از مرزا غلام احمد، ص:۲۸۱)

۹:... خبط عظمت کے تمام مریضوں کی طرح مرزا صاحب بھی زبردست احساس برتری کا شکار تھے، ان کا یہ احساس اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ اول تو وہ اپنے آپ کو تمام انبیاء کا ہم پلہ اور ہم چشم سمجھتے تھے اور اس پر مستزاد یہ کہ اپنے تئیں جامع کمالات انبیاء بلکہ تمام انبیاء سے افضل گردانتے تھے، چنانچہ لکھتے ہیں:

الف: ''خدا نے میرے ہزار ہا نشانیوں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت کم نبی ہیں جن کی تائید کی گئی۔'' (تتمہ حقیقۃ الوحی، ص:۱۳۸)

ب: ''اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر راست باز اور مقدس نبی گزر چکے ہیں، ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جاویں، سو وہ میں ہوں۔''

(براہین احمدیہ، حصہ پنجم، ص:۶۸، ۱۰۱)

ج: ''اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمان پیدا نہ کرتا۔'' (حقیقۃ الوحی، ص:۹۹)

د: ''مرزا صاحب اپنے کو حضرت آدمؑ (خطبات الہامیہ)، حضرت نوحؑ (تتمہ حقیقۃ الوحی، ص:۱۲۷)، حضرت یوسفؑ (براہین احمدیہ حصہ پنجم) اور حضرت عیسیٰؑ (تریاق القلوب:۱۵۷) سے افضل سمجھتے تھے۔''

''اور اس شخص (مرزا صاحب) کو تم نے دیکھ لیا، جس کو دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔'' (اربعین حصہ:۴، ص:۱۳)

۱۰:... بقول کول مین ان مریضوں کی اکثریت جنسی مسائل سے دوچار ہوتی ہے۔ مرزا صاحب بھی اسی اکثریت میں شامل تھے۔ مرزا صاحب کی قوت مردی کمزور تھی، جس کا مرزا صاحب کو علم بلکہ پوری شدت سے احساس تھا، چنانچہ لکھتے ہیں:

''حالت مردی کالعدم۔''

(نزول مسیح، ص:۲۰۹)

''جب میں نے شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں، آخر میں نے صبر کیا۔'' (مکتوبات احمدیہ، ج:۵، خط نمبر:۲)

۱۱:... چونکہ یہ مریض اکثر ذہین افراد ہوتے ہیں، لہٰذا یہ لوگ واقعات اور حقائق کو اس طرح توڑ موڑ لیتے ہیں کہ وہ اُن کے وسوسوں پر ٹھیک بیٹھتے ہیں۔ اسی طرح مرزا صاحب بھی ابن مریم اور نبی بننے کے لئے حقائق کو توڑتے موڑتے رہے۔ چنانچہ آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور چونکہ مسیح موعود تو حضرت عیسیٰ ابن مریم ہیں۔ لہٰذا مرزا صاحب نے خود عیسیٰ ابن مریم بننے کے لئے یہ پُرلطف تاویل فرمائی:

''اس (اللہ تعالیٰ) براہین احمدیہ کے تیسرے حصے میں میرا نام مریم رکھا، پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے کہ دو برس تک صفت مریمیت میں، میں نے پرورش پائی .... پھر مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ پر نفخ کی گئی اور استعارے کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر میں براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں درج ہے، مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور سے عیسیٰ ابن مریم ٹھہرا۔'' (کشتی نوح، ص:۸۷، ۸۹)

(جاری ہے)

ختم نبوت کا کام ہر مسلمان کا اولین ایمانی فریضہ ہے: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

زندگی بھر تحفظ ناموس رسالت کا کام کرتے رہیں گے

لاہور...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا کام کرنا ہر مسلمان کا اولین ایمانی فریضہ ہے۔ زندگی کے آخری لمحات تک عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ کرتے رہیں گے۔ وہ یہاں جامع مسجد رحمت اللہ المعروف تکواروالی مسجد انارکلی لاہور میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور فضیلت پر بیان کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: ''میں نبیوں میں سے تمہارے حصے میں آیا ہوں اور امتوں میں سے تم میرے حصے میں آئے ہو۔'' ہم مسلمان کتنے خوش نصیب ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بن مانگے آپ کا امتی بنایا، ہمیں بحیثیت آپ کے امتی ہونے کے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا کام کرنا چاہیے۔ انہوں نے تمام مکاتب فکر کے جید علماء کرام کا قرآن وحدیث کی روشنی میں متفقہ فتویٰ ہے کہ قادیانیوں کے ساتھ ہر قسم کا تعلق رکھنا سخت ممنوع اور حرام ہے۔ قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ ان کو توبہ کرانے کا بہت بڑا علاج اور ان کی اصلاح اور ہدایت کا ذریعہ ہے۔ قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ ہر مسلمان کا مذہبی اور دینی فریضہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی نشانی ہے۔ انہوں نے کہا کہ کارکنان ختم نبوت کام میں تیزی لائیں اور قادیانیوں کی سازشوں سے باخبر رہنے کے لئے مرکز کے ساتھ اپنا رابطہ مضبوط رکھیں۔ اس موقع پر مسجد کے امام وخطیب قاری محمد میاں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے مبلغ مولانا عبدالنعیم بھی موجود تھے۔

لاہور: توہین رسالت کا مرتکب شخص ساڑھے تین سال بعد گرفتار

۲۰۱۱ء میں تلہ گنگ کے محمد سعید نے ملزم کے خلاف مقدمہ درج کروایا تھا

مسیحی ملزم نے انٹرنیٹ پر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف توہین آمیز الفاظ استعمال کئے

چکوال (مانیٹرنگ ڈیسک) لاہور میں چکوال پولیس نے مبینہ طور پر توہین رسالت کرنے پر مسیحی شخص کو گرفتار کیا ہے۔ پولیس ذرائع کے مطابق ۴۰ سالہ شخص کے خلاف توہین آمیز الفاظ کے استعمال کرنے پر مقدمہ درج کیا گیا۔ کمپیوٹر سائنس میں ماسٹر ڈگری کا حامل یہ شخص ایک ویب سائٹ چلانے کے ساتھ ساتھ بلاگ بھی لکھتا ہے۔ ذرائع کے مطابق مسیحی شخص نے اپنے بلاگ میں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف توہین آمیز الفاظ استعمال کئے۔ ۳۰ رجولائی ۲۰۱۰ء کو ایک شخص نے نجی ٹی وی کی ویب سائٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے الزام عائد کیا کہ مذکورہ عیسائی شخص نے اپنے بلاگ میں توہین رسالت کی ہے۔ ۹ رجون ۲۰۱۱ء کو چکوال میں تلہ گنگ کے رہائشی محمد سعید نے ملزم کے خلاف سٹی پولیس اسٹیشن میں درخواست دائر کی جس کے بعد دفعہ ۲۹۵ سی کے تحت مقدمہ درج کرلیا گیا۔ پولیس کے مطابق مقدمہ درج ہونے کے بعد ملزم روپوش ہوگیا تھا تاہم ساڑھے تین سال بعد اسے لاہور سے گرفتار کرلیا گیا ہے۔ ایس پی راولپنڈی جبار حسین مقدمے کی تحقیقات کر رہے ہیں۔ ملزم کو ہفتے کو تلہ گنگ میں عدالت کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۶ رنومبر ۲۰۱۳ء)

مرزا کے دعاوی

محدث: مرزا غلام احمد قادیانی نے آئینہ وساوس میں صفحہ ۲۳۱ سے ۲۳۸ تک ''محدث'' کی تعریف کرتے ہوئے خوب آسمان وزمین کے قلابے ملائے ہیں، لیکن بالآخر نتیجہ یہ نکالا ہے:

''محدث نبی بالقوہ ہوتا ہے اور اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہر ایک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہوجانے کی رکھتا تھا۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص: ۲۳۸)

مرزا صاحب کی اس تعریف سے بھی واضح ہوتا ہے کہ محدث میں استعداد نبوت اگرچہ موجود ہوتی ہے، مگر چونکہ باب نبوت مسدود ہے، اس لئے وہ بالفعل نبی نہیں ہوتا نہ ہوسکتا ہے۔

نبوت نہیں محدثیت

سوال: رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟

الجواب: نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔'' (ازالہ ص ۴۲۱)

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

REGD. SS.160

قادیانیت کے خلاف امت مسلمہ کے فتاویٰ جات کا مجموعہ

فتاویٰ ختمِ نبوت

۳ جلدیں

تحقیق وتخریج شدہ جدید ایڈیشن

ترتیب: حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ

زیرِ نگرانی: مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ

تمام مکاتب فکر کے علماء کرام ومفتیانِ عظام کے وہ فتاویٰ جو انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کے کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے سے متعلق دیئے ہیں تحقیق وتخریج کے بعد انہیں یکجا شائع کیا گیا ہے۔

- ختمِ نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے حضرات ومبلغین کے لئے معین ومددگار
- لائبریریوں اور دارالافتاؤں کے لئے بیش بہا علمی خزانہ
- عمدہ کاغذ، جاذبِ نظر سرورق
- علماء وطلباء اور کارکنان ختمِ نبوت کے لئے خصوصی رعایت

صرف =/1000 روپے علاوہ ڈاک خرچ

اسٹاکسٹ: مکتبہ لدھیانوی ۱۸ اسلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن، کراچی

021-34130020, 0321-2115595, 0321-2115590

شائع کردہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ۔ کراچی

021-32780337, 021-34234476